رجسٹرڈ نمبر ای پی ۶۷

REGD NO E.P.67

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ششماہی ۳-۵۰
ممالک غیر ۷-۵۰

فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۷ | ۸ ہجرت ۱۳۳۷ ہش | ۱۸ شوال ۱۳۷۷ھ | ۸ مئی ۱۹۵۸ء | نمبر ۱۷

اخبار احمدیہ

قادیان ۷ رمئی - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ربوہ سے کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ البتہ اخبار الفضل میں ۲ رمئی کی شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ ——— حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو نزلہ کی شکایت ہے۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر کیلئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں

دہلی ۲ رمئی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب وزیر اعظم سے ملاقات کے بعد اڑیسہ کے سفر کو روانہ ہو گئے اور احمدیہ وفد کے باقی اراکین بھی واپس تشریف لے گئے۔

قادیان ۲ رمئی - آج شام ساڑھے چار بجے کی گاڑی سے جناب شیخ عبد الحمید صاحب عاجز دہلی کے سفر سے بخیریت واپس تشریف لے آئے۔

قادیان ۷ رمئی - جناب چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ وکیل الزراعت تحریک جدید ربوہ و چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ سابق امام مسجد لنڈن مقامات مقدسہ کی زیارت کیلئے ۲ رمئی تشریف لائے اور آج صبح واپس تشریف لے گئے۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے اہل وعیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

احمدیہ وفد کی جناب پنڈت نہرو وزیر اعظم اور دیگر وزراء سے ملاقات!

قادیان جماعت احمدیہ کا جو وفد زیر قیادت جناب سید محی الدین صاحب ایڈووکیٹ بہار ہائی کورٹ وممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان دہلی مرکزی حکومت کے ساتھ مقدمہ کرایہ مکانات اور بعض دیگر امور سلسلہ کے متعلق ملاقات کے لئے گیا تھا۔ اس کی ملاقات مورخہ ۳۰/۴/۵۸ کو جناب پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہند سے ہوئی۔ وزیر اعظم صاحب نے بہت ہمدردی اور توجہ سے جملہ باتیں سنیں اور ہمدردانہ طریق پر کارروائی کا یقین دلایا۔ نیز وفد کو مسٹری مہر چند کھنہ وزیر مرکزی محکمہ آبادکاری کو ملنے اور خود بھی وزیر صاحب موصوف کو توجہ دلانے کا یقین دلایا۔ جناب وزیر اعظم صاحب وفد کے استقبال کے لئے کمرہ کے دروازے تک تشریف لائے اور ملاقات کے اختتام پر دروازے تک الوداع کیا اور خدا حافظ کے الفاظ کہے نیز وفد کو فرمایا کہ موقع ملنے پر قادیان بھی تشریف لائیں گے۔

جناب حافظ محمد ابراہیم صاحب جناب پنڈت پنت صاحب وزیر داخلہ، جناب شری مہر چند صاحب کھنہ وزیر بحالیات اور جناب میجر شاہنواز صاحب نائب وزیر ریلوے سے بھی ۲، ۳ اپریل و یکم مئی کو ملاقاتیں کی گئیں۔ تمام وزراء نے توجہ اور ہمدردی سے وفد کی جملہ باتیں سنیں اور احمدیہ لٹریچر قبول کیا۔ اور ہمدردانہ کارروائی کا یقین دلایا۔ مسٹر نندا و مہر چند صاحب [illegible]

حضرت کرشن علیہ السلام

کان فی الھند نبیًا اسود اللون اسمہ کاھنا (دیلمی)

(از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ مقیم دہلی)

(۳)

(۳)

مضمون نگار نے حضرت کرشن علیہ السلام کی زندگی پر ایک اہم اعتراض یہ کیا ہے۔ کہ کرشن کے جوان لڑکیوں کے ساتھ تعلقات تھے۔ اور جو شخص بحیثیت نبی قوم کو صراط مستقیم دکھانے آیا ہو اس سے ایسی حرکت کا سرزد ہونا نبوت کے منافی ہے

اس اعتراض کے جواب میں یہ تحریر ہے کہ حضرت کرشنؑ کی سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ گوپ فرقے کی لڑکیاں ان کی صحبت میں بیٹھتی تھیں اور اس عام ہم نشینی کی مجلسوں کو بعض لوگوں نے جن میں جوش اعتقاد سے زیادہ ہی یہ قیاس کرنے کا موقع دیا ہے کہ سری کرشن گوپ فرقے کی جوان لڑکیوں یعنی گوپیوں سے ناجائز تعلقات رکھتے تھے۔ یہ قیاس جو بعد میں اصلیت اور واقعیت کے لباس میں مشہور ہو گیا ہے سراسر لغو اور بے بنیاد ہے کیونکہ حالات یہ بتاتے ہیں کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔

حضرت کرشنؑ کی عمر اس وقت صرف بارہ برس کی تھی۔ بارہ سال کا بچہ کتنا بھی تندرست ہو وہ جوان عورتوں کے ساتھ زنا کاری نہیں کر سکتا۔ اور یہ امر تمام معتبر کتابوں سے ثابت ہے کہ حضرت کرشنؑ نے جب اپنے ظالم ماموں راجہ کنس کو قتل کیا تو ان کی عمر بارہ برس کی تھی۔ سوائے ایک روایت کے کہ جس میں ان کی عمر ۱۶ برس بتائی گئی۔ اگر اس روایت کو بھی مان لیا جائے تو بھی گوپیوں کے واقعات سب پہلے کے ہیں۔

دوسرا ثبوت آپ کی پاکبازی کا یہ ہے کہ وہ ہر وقت گوپ مردوں۔ عورتوں۔ لڑکوں اور لڑکیوں میں گھرے رہتے تھے یہ کسی روایت سے ثابت نہیں کہ ان کو کبھی لڑکیوں سے تنہائی کا موقع ملتا تھا۔ ان حالات میں ان کو حرامکاری کا وقت کب اور کہاں مل سکتا تھا۔

تیسرا امر اس بارہ میں یہ قابل غور ہے کہ جنگلی قومیں بڑی غیرت دار اور اپنی عزت وآبرو کی پاسداری کرنے والی ہوتی ہیں۔ اگر وہ اپنی لڑکیوں کے ساتھ ذرہ بھی حضرت کرشنؑ کی بدنگاہ دیکھتے تو کیونکر ممکن تھا کہ وہ ان کو یا ان کے پالنے والے نند وجسودھا کو زندہ چھوڑ دیتے۔ بخلاف اس کے وہ سب کے سب پروانوں کی طرح حضرت کرشنؑ پر فریفتہ تھے۔

چوتھا ثبوت آپ کی پاکبازی کا یہ ہے کہ سری کرشن کی جوانی اور عروج کے زمانہ میں ان کے بہت سے دشمن تھے۔ ان دشمنوں میں ایک شِشو پال بھی تھا۔ اس نے ایک موقعہ پر حضرت کرشنؑ پر بہت سے الزام لگائے۔ مگر حرام کاری کا الزام اس نے نہیں لگایا۔ حالانکہ وہ حضرت کرشنؑ کا عزیز تھا اور ان کی زندگی سے خوب واقف وآگاہ تھا۔

پانچواں ثبوت یہ ہے کہ اس زمانہ میں پاکباز اور سچے لوگ نیز بڑے بڑے عالم سادھ حضرت کرشنؑ کے آگے سر جھکاتے تھے اور ان کو اوتار مانتے تھے۔ اگر حضرت کرشنؑ کی زندگی میں یہ حرامکاریاں ہوتیں تو وہ نیک لوگ کبھی ان کو اوتار تسلیم نہ کرتے اور نہ ان کے آگے سر جھکاتے۔

رادھا اور کرشن کی محبت وعشق کا ایک افسانہ بھی ہندو کتب میں ملتا ہے جس کی طرف مضمون نگار نے اشارہ کیا ہے۔ ہمارے نزدیک رادھا کوئی عورت نہیں تھی۔ جس سے کرشن جی نے عشق ومحبت کی پینگیں بڑھائیں۔ بلکہ رادھا حضرت کرشن جی کے اس جذبۂ عشق کا جو انہیں خدا سے تھا ایک صفاتی نام ہے۔ چونکہ اہل ہنود جذبات وصفات کی تصویریں بنایا کرتے تھے۔ اس واسطے انہوں نے کیفِ عشق کا جس کے مظہر سری کرشن تھے رادھا نام رکھ دیا۔ اور اس کی عورت بنا دی۔ ہندوؤں کے ہاں ایک بت ہوتا ہے۔ جس کے چار ہاتھ ہوتے ہیں۔ ایک میں اناج کا خوشہ ایک میں کپڑا۔ ایک میں تلوار ایک میں کتاب۔ مطلب یہ کہ خدا کی ذات ایک ہے۔ وہی روٹی کپڑا اور ہر شے کا دینے والا ہے۔ یہ خدا کی صفات کی تصویر تھی۔ اسی طرح رادھا حضرت کرشنؑ کے جذبۂ عشق کی تصویر تھی۔ جس کو بعد میں آنے والوں نے حقیقت سمجھ کر حضرت کرشن علیہ السلام کی طرف یہ بات غلط طور پر منسوب کر دی کہ حضرت کرشن کسی رادھا نامی عورت پر فریفتہ تھے۔ کیونکہ خدا کے اوتار نہی اس فانی عشق سے بہت بالا ہوتے ہیں۔ ان کا عشق اور ان کی محبت اپنے خدا سے ہوتی ہے۔ اور یہی جذبۂ محبت حضرت کرشنؑ میں بھی تھا۔ اور اس کی تصدیق حضرت مرزا مظہر جان جاناں نے بھی کی ہے جس کا حوالہ درج کیا جا چکا ہے۔

مضمون نگار نے ایک اعتراض حضرت کرشنؑ پر یہ کیا ہے کہ حضرت جی اونچ نیچ کے قائل تھے۔ مگر کوئی پیغمبر ایسا نہیں ہوا جس نے اونچ نیچ کی تعلیم دی ہو۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ منوجی مہاراج نے ہندو جاتی کو برہمن - کھتری - ویش اور شودر چار حصوں میں تقسیم کر دیا ہے اور آج بھی یہ تقسیم ہندوؤں میں پائی جاتی ہے لیکن اس کا الزام حضرت کرشن پر نہیں آسکتا کیونکہ اس کے بالکل برعکس مساوات کی تعلیم دی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ:-

جو آدمی اپنی ہی طرح سب کو ایک برابر دیکھتا ہے اور سب کے دکھ اور سکھ کو اپنا ہی دکھ اور سکھ سمجھتا ہے وہی سب سے بڑا یوگی ہے۔ گیتا ۶/۳۲

پھر فرمایا

میں سب بھوت پرانیوں سے مساوات کا سلوک کرتا ہوں۔ مجھے بلاوجہ کسی سے بیر اور دشمنی نہیں۔ ہاں جو خدا سے پریم کرتے ہیں میں ان سے پریم کرتا

(باقی صفحہ ۲ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔اے پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۸ مئی ۱۹۵۸ء

حق کی مخالفت

قرآن کریم میں امم سابقہ اور مختلف انبیاء کے حالات و واقعات محض قصہ اور کہانی کے طور پر بیان نہیں ہوئے بلکہ ان کی تمام تر غرض عبرت اور نصیحت ہے۔ متعدد مقامات میں لفظاً ذکر تو کسی گزری ہوئی قوم کا ہے لیکن فی الحقیقت اس کا روئے سخن قرآن کریم کے مخاطبین کی طرف ہوتا ہے۔ اور سابقہ امت مسلمہ کے افراد کو سمجھایا جاتا ہے۔ کہ السعید من وعظ بغیرہ کے مطابق ان واقعات وحالات سے سبق حاصل کریں۔ چنانچہ پہلے سپارہ کے گیارہویں رکوع میں یہود کے سامنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعوے کی صداقت اور اسلام کی حقانیت کو پیش کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

آفکلما جاءکم رسول بما
لا تھوی انفسکم استکبرتم
ففریقاً کذبتم وفریقاً
تقتلون۔

کیا پھر جب بھی تمہارے پاس کوئی رسول اس تعلیم کو لے کر آیا جسے تمہارے نفس پسند نہیں کرتے تھے۔ تو تم نے تکبر کا مظاہرہ کیا۔ چنانچہ بعض کو تم نے جھٹلایا اور بعض کو قتل کر دیا۔

اب گو اس میں بظاہر مخاطب یہود ہیں۔ لیکن فی الحقیقت ان الفاظ میں ہر زمانہ کے منکرین صداقت کا نقشہ نہایت ہی اکمل طور پر کھینچ دیا گیا ہے۔ ایک آیت چھوڑ کر اس بات کو اور بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ:۔

ولما جاءھم کتاب من عند
اللہ مصدق لما معھم
وکانوا من قبل یستفتحون
علی الذین کفروا فلما
جاءھم ما عرفوا کفروا
بہ۔ فلعنۃ اللہ علی
الکافرین۔

اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے ایک کتاب آئی جو اس کتاب کی پیشگوئیوں کو جو ان کے پاس ہے سچا کرنے والی ہے۔ تو باوجود اس کے کہ پہلے یہ لوگ اللہ سے کافروں پر فتح پانے کی دعا مانگا کرتے تھے۔ جب ان کے پاس وہ چیز آگئی۔ جس کو انہوں نے پہچان لیا تو اس کا انکار کر دیا۔ پس ایسے منکروں پر اللہ تعالےٰ کی لعنت ہے۔

اب ان دونوں آیات کے مضمون پر غور کیجئے۔ کس طرح اللہ تعالےٰ نے آپؐ کے دعویٰ صداقت پر منکرین صداقت کے انکار کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے۔ کہ جب بھی خدا تعالےٰ کا کوئی مامور پیدا ہونا ہوتا ہے۔ تو اس کی بعثت سے قبل منتظر اقوام اس کے متعلق اپنے ذہن میں ایک تصوراتی خاکہ جما لیتی ہیں۔ اور جب مامور وقت ظاہر ہوتا ہے۔ اور ان کی خواہشات پوری نہیں ہوتیں۔ اور اُن کے بنائے ہوئے نقشہ کے مطابق اُس کے پروگرام کو نہیں پاتے۔ تو اُس کے دعوے کو تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں چنانچہ اسی کا واضح مشاہدہ سید ولد آدم فخر رسل حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت ہوا جبکہ آفتاب رسالت کے طلوع ہو جانے کے باوجود محض اس بناء پر بعض لوگ قبول صداقت کی نعمت سے محروم رہے کہ آپ کا دعویٰ اُن کے تصورات کے مطابق نہ تھا!!

بالکل یہی حالت اس وقت کے علماء کی ہے۔ آج سے ساٹھ ستر سال پہلے انہی علماء کے پیشرو جب ایک طرف اسلام اور مسلمانوں کی زبوں حالی پر نگاہ کرتے تو ان کی امیدوں کا آخری سہارا حضرت مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئیاں ہوتیں جو تیرہ سو سال پہلے آپ کی زبان مبارک سے اسلام کے دور تنزل کو مسیح موعود کے ذریعہ دور ترقی سے بدل دینے کی خبر دیتیں اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا زمانہ در حقیقت مسیح محمدی کی بعثت کا زمانہ ہے۔ لیکن سابقہ علماء ظواہر نے اپنی کوتاہ فہمی سے مسیح کی آمد کا عجیب و غریب نقشہ اپنے ذہنوں میں جما لیا تھا۔ گو خدا تعالےٰ کا سچا مسیح دنیا میں ظاہر ہوا۔ تو علماء ظواہر کے لئے آپؑ کی صداقت کو قبول کرنے میں ان کے غلط اندازے سب سے بڑی روک بن گئے۔ چنانچہ سب سے پہلے انہوں نے اسی بات پر زبردست ہنگامہ برپا کیا۔ اُن کے معتقدات کے برعکس حضرت عیسےٰ کو وفات یافتہ کیوں قرار دیا گیا ہے۔

ہر چند حضرت مسیح موعودؑ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے قرآن کریم کی تیس آیات سے اس بات کو ثابت کر دکھایا کہ دیگر انبیاءؑ کی طرح حضرت عیسےٰ بھی اپنی طبعی موت سے وفات پا چکے ہیں اور مع جسم عنصری آپ کا آسمان پر اُٹھایا جانا قرآن کریم کی پاک تعلیم کے منافی ہے۔ مگر وہ ٹھہرے علماء دین —
— اسبات کو کہاں ماننے والے تھے!!
— لیکن ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی پیشگوئی کے مطابق انہی میں سے ایسے لوگ کھڑے ہو گئے ہیں جو حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کا اُسی طرح اقرار کرنے پر مجبور ہوئے جس طرح آپ نے بیان فرمایا تھا!!

اس واضح اقرار کے بعد بظاہر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کو سچا تسلیم کر لینے میں ان لوگوں کو غور کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن بُرا ہوا اندھی مخالفت کا جو انسان کو سیدھے رستے سے دور رکھتی ہے!! اخبار دلچسپ مدراس کے مدیر صاحب نے حال ہی میں وفات مسیح کا واضح اقرار کیا مگر نزول مسیح کی روایات کو "مصنوعی" "بناوٹی" اور "جھوٹی" قرار دیا تھا۔ اب ایک قدم آگے بڑھایا ہے اور احمدیت کی مخالفت میں اندھے ہو کر نہایت ڈھٹائی سے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سینکڑوں روح پرور پیشگوئیوں کو (نعوذ باللہ) محض آپؐ کا اندازہ قرار دیا!!

چنانچہ اپنے اخبار کی حالیہ اشاعت میں اپنی اسی بات پر اصرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"میں نے "شاکرہ" کے "ختم نبوت نمبر" میں کہا ہے کہ حضرت محمد عالم الغیب نہیں تھے۔ وہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ فلاں شخص فلاں زمانہ میں آئے گا اور اس طرح آئے گا اور یہ کرے گا اور وہ کرے گا۔ بس یہ ایک دلیل ہی نزول مسیح والی تمام روایات کو جھوٹی ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ اندازہ کی بات اور ہے۔ اندازہ صحیح بھی ہو سکتا ہے اور غلط بھی چنانچہ سرور دو عالمؐ نے اندازہ سے کچھ باتیں کہی تھیں جن میں سے کچھ غلط ثابت ہوئیں اور کچھ صحیح" (دلچسپ مدراس ۱۹۵۸ء)

انا للہ وانا الیہ راجعون! دیکھا آپ نے جس جاہ وجلال کے نبی کے متعلق خدا تعالےٰ خود فرماتا ہے کہ:۔

"ما ینطق عن الھویٰ
ان ھو الا وحی یوحیٰ"

اخبار دلچسپ کے مدیر صاحب اسے حضور کا اپنا اندازہ بتاتے ہیں۔ جس کا ایک حصہ غلط بھی ثابت ہوا یا ہو سکتا ہے!! اب بتایئے کہ اس صورت میں موصوف کا انداز فکر کسی متعصب عیسائی یا یہودی سے بھی کچھ مختلف ہے! افسوس اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔ اور اگر یہی ملاں اور ان کا مکتب فکر بھی یہی رہا تو دین محمدی کا کام ہوا ہی چاہتا ہے۔

اسی مضمون میں مدیر صاحب نے آگے چل کر اسبات پر بڑا زور صرف کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہیں تھے۔ جس سے یہ تاثر پیدا کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ گویا آپ کو علم غیب سے بھی اطلاع نہیں ملی۔ حالانکہ قرآن کریم اسبات کو نہایت وضاحت سے پیش کرتا ہے۔ کہ آپؐ نے عالم الغیب نہ ہوتے ہوئے عالم الغیب ہستی سے ایک خاص تعلق پا کر مصفیٰ غیب کی ہزاروں خبریں بتائیں جو نہ صرف پہلے زمانہ میں بلکہ ہمارے اس زمانہ میں روز روشن کی طرح پوری ہو رہی ہیں۔ اور انہی میں سے مسیح موعود کے زمانہ اور اُس کے نزول کی پیشخبریاں ہیں!

اب یہود یانہ تحریف سے کام لینے والے مدیر صاحب کو کون بتائے کہ سورت جن کی آیت

"عالم الغیب فلا یظھر
علیٰ غیبہ احداً"

کے بعد

"الا من ارتضیٰ من
رسول"

بھی ہے۔ اس لئے کہ مدیر صاحب نے محض حق کی مخالفت اور اپنی مطلب براری کے لئے جان بوجھ کر آیت کریمہ کے آخری حصہ کو حذف کر دیا۔ کیونکہ اگر نیت صاف ہوتی تو یہی حصہ موصوف کے موقف کی تغلیط کے لئے کافی تھا۔

یوم خلافت
بتاریخ ۲۷ مئی ۵۸ء
قابل توجہ جماعت ہائے احمدیہ ہند

حسب سابق امسال بھی مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۵۸ء کو "یوم خلافت" منایا جائے گا۔ اس تاریخ کو حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ اول منتخب ہوئے تھے۔ "یوم خلافت" پر تمام جماعتوں میں جلسے کئے جائیں۔ اور ان میں خلافت کی اہمیت اور خلافت کی برکات بیان کی جائیں۔ اور احباب کے ذہن نشین کرایا جائے کہ خلافت نبوت کا ایک ضروری تتمہ ہے۔

امراء صدر اور سیکرٹریان تبلیغ تیاری کر کے جلسے کرا کر رپورٹ بھجوائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

خطبہ عید الفطر

دعا کرو کہ اس عید کے دن اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو یہ تحفہ دے

اس کے ہاتھوں سے اسلام دنیا کے کونے کونے میں کامل طور پر غالب آجائے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ ۲۱ اپریل ۱۹۵۸ء بمقام ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

کچھ دن ہوئے میں نے

رویا میں دیکھا

کہ ایک مجلس ہے اور بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں ان میں بڑھتا چلا جاتا ہوں۔ چلتے چلتے میں نے دیکھا کہ آگے قاضی ظہور الدین صاحب اکمل بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور میں ان کے پاس سے ہو کے گزرا ہوں۔ میں نے اس کی یہ تشریح کی۔ کہ الدین سے مراد اسلام ہے جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان الدین عند اللہ الاسلام۔ پس اس لحاظ سے ظہور الدین اکمل کے یہ معنے ہوں گے کہ ظہور الاسلام اکمل یعنے خدا تعالیٰ نے ارادہ کر لیا ہے۔ کہ وہ اسلام کو دنیا میں کامل طور پر غالب کرے۔ یہ ایک بہت بڑی خوشخبری ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس عید کے دن جبکہ سب لوگ اپنے اپنے دوستوں کو تحفے دیتے ہیں اس غریب جماعت کو یہ تحفہ دے کہ اس کے ہاتھوں سے

اسلام کو دنیا پر غالب کرے

اور کامل طور پر غالب کرے۔ یہاں تک کہ دنیا میں خدا تعالیٰ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اور اسلام کو برا کہنے والا کوئی باقی نہ رہے۔ تمام کے تمام ایمان لانے والے ہوں اور اپنے ایمان اور اخلاص کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی توحید۔ اور خدا تعالیٰ کی شان کے بڑھانے اور اسے پھیلانے والے ہوں۔

پھر چند روز ہوئے میں نے دیکھا کہ میں ایک مجلس میں بیٹھا تقریر کر رہا ہوں۔ ذہن میں تو نہیں مگر وہ ایسا ہی مجمع ہے۔ جیسے عید کا مجمع ہوتا ہے۔ اور میں

جماعت کو توجہ دلاتا ہوں

کہ دیکھو گو اس وقت تلوار کا جہاد نہیں ہے مگر تبلیغ کا جہاد ہے جو تلوار کے جہاد سے زیادہ آسان ہے۔ تم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو دیکھو کہ انہوں نے ایمان لانے کے بعد ایسا اخلاص دکھایا کہ یا تو وہ اتنے بتوں کو پوجتے تھے۔ کہ ہر دن میں ایک ایک بت آجاتا تھا۔ اور یا پھر وہ توحید کا جھنڈا اُٹھا کر دنیا میں نکل گئے۔ اور اس کے کنارہ تک پھیل گئے۔ انہوں نے ایران فتح کیا۔ عرب فتح کیا۔ افغانستان فتح کیا اور سندھ کے ذریعہ سے ہندوستان فتح کیا۔ پھر مصر فتح کیا۔ پھر ٹیونس اور مراکش فتح کیا۔ پھر ہسپانیہ فتح کیا۔ پھر تاریخوں سے ثابت ہے۔ اور بعض آثار قدیمہ بھی ایسے ملے ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ پھر مسلمانوں میں سے بعض جہازوں پر بیٹھ کر امریکہ چلے گئے۔ جہاں اب تک بھی ایک پرانی مسجد باقی ہے۔ اور کولمبس نے اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ کہ میں نے جو امریکہ دریافت کیا تو اس کی اصل تحریک مجھے ایک مسلمان بزرگ کی تحریر سے ہوئی ہے اس کا اشارہ

حضرت محی الدین صاحب ابن عربی

کی طرف تھا۔ انہوں نے کتاب "فتوحات مکیہ" میں لکھا ہے کہ میں نے مغرب کی طرف دیکھا تو مجھے نظر آیا کہ اس سمندر کے پرے ایک اور ملک بھی ہے۔ چنانچہ جب لوگوں نے کولمبس پر اعتراض کیا۔ اور بادشاہ نے اس کو روپیہ دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ تجھے وہم ہو گیا ہے اور تو پاگل ہے تو اس نے کہا نہیں میں نے یہ بات ایسے لوگوں سے سُنی ہے۔ جو کبھی جھوٹ نہیں بولتے یعنی مسلمانوں سے اور پھر انہوں نے بھی یہ بات اپنے ایک بہت بڑے بزرگ کے حوالہ سے کہی ہے۔ اس لئے میں ضرور کامیاب ہوں گا۔ اگر ناکام واپس آیا تو آپ کا اختیار ہے کہ جو چاہیں مجھے سزا دیں آخر ملکہ نے اپنے زیور بیچ کر اسے کچھ روپیہ جہیا کیا۔ پادری اس وقت اتنے احمق تھے۔ کہ ایک پادری نے دربار میں تقریر کی کہ یہ تو پاگل ہو گیا ہے اور عیسائیت کے خلاف تقریریں کرتا ہے اس وقت پادریوں کا خیال تھا۔ کہ زمین چپٹی ہے۔ گول نہیں۔ اس نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگر زمین گول ہو تو

اس کا مطلب یہ ہے

کہ کوئی علاقہ ایسا بھی ہے۔ جہاں انسانوں کا سر نیچے ہوتا ہے اور ٹانگیں اوپر۔ اور بارش بھی اوپر سے نیچے نہیں ہوتی۔ بلکہ نیچے سے اوپر ہوتی ہے۔ اور لوگ بھی نیچے سے اوپر گرتے ہیں۔ اور یہ ساری حماقت کی باتیں ہیں۔ لیکن آخر وہی کامیاب ہوا۔

غرض میں نے لوگوں سے کہا کہ دیکھو

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ

یا تو اتنے کمزور اور ناطاقت تھے۔ کہ سارے عرب میں دس ایرانیوں یا دس رومیوں کا مقابلہ کرنے کی بھی طاقت نہیں تھی اور یا وہ دن آیا کہ وہ اسلام کے سیاہ جھنڈے ہاتھوں میں لے کر نکلے۔ اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ابھی پندرہ ہی سال کا عرصہ گذرا تھا۔ کہ مسلمان ہندوستان اور چین تک جا پہنچے۔ تم کو بھی چاہیئے کہ چھوٹے چھوٹے سیاہ جھنڈے بنا لو۔ اور وقف جدید کے جو مجاہد ہیں۔ وہ دنیا میں پھیل جائیں اور اسلام کا جھنڈا ہر جگہ گاڑ دیں۔ یہاں تک کہ ساری دنیا میں اسلام کی حکومت قائم ہو جائے۔ اور گو یہ حکومت سیاسی نہیں ہو گی۔ بلکہ دینی اور مذہبی ہو گی۔ کیونکہ یہ لوگ دوسروں کو پڑھائیں گے۔ اور علاج معالجہ کریں گے۔ اور دین سکھائیں گے۔ مگر پھر بھی ان کے ذریعہ

اسلام کا ایک نشان

رہے گا۔ دیکھو بعض علاقے ایسے ہیں جو اب تک بھی رہائش کے قابل نہیں لیکن حکومت نے ابھی سے وہاں اپنے جھنڈے گاڑ دیئے ہیں۔ تاکہ جب کبھی بھی وہاں آبادی کی صورت پیدا ہو۔ تو ان کا حق قائم رہے۔ چنانچہ بحر منجمد جنوبی کے قریب ایک جہاز انگلستان کا پہنچ گیا پھر جاپان کا ایک جہاز پہنچ گیا۔ پھر روس کا پہنچ گیا۔ پھر امریکہ کا پہنچ گیا۔ ان چاروں حکومتوں کے آدمی جب وہاں برف کے تودوں پر پہنچے تو انہوں نے وہاں اپنے اپنے ملک کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اب چاروں حکومتیں اس علاقہ کی ملکیت کی مدعی ہیں امریکہ کہتا ہے کہ بحر منجمد جنوبی ہمارا ہے۔ اور اس کے اندر جو زمین نکلے گی وہ ہماری ہے۔ کیونکہ ہمارے آدمیوں نے وہاں جھنڈا گاڑا ہے۔ ہالینڈ والے کہتے ہیں کہ

وہ علاقہ ہمارا ہے

کیونکہ ہمارے آدمیوں نے وہاں اپنا جھنڈا گاڑا ہے۔ جاپان والے کہتے ہیں وہ علاقہ ہمارا ہے کیونکہ ہمارے آدمیوں نے وہاں اپنا جھنڈا گاڑا ہے۔ روس والے کہتے ہیں کہ وہ علاقہ ہمارا ہے کیونکہ وہاں ہمارے آدمیوں نے اپنا جھنڈا گاڑا ہے بہرحال وہ خیالی جگہ جہاں ابھی تک آبادی نہیں صرف خیال ہے کہ وہاں کسی وقت آبادی ہو جائے گی ابھی سے حکومتیں اس پر اپنا حق جتا رہی ہیں۔ پس کوئی وجہ نہیں۔ کہ ان جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی نہ ہو۔ تاکہ ہم کہہ سکیں کہ یہ علاقہ نہ امریکہ کا ہے نہ جاپان کا ہے۔ نہ ہالینڈ کا ہے نہ روس کا ہے۔ بلکہ یہ محمد رسول اللہ علیہ وسلم کا علاقہ ہے۔ کیونکہ آپ پر ایمان لانے والوں نے آپ کا جھنڈا وہاں گاڑا ہے۔ اور چونکہ جو کچھ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے وہ خدا تعالیٰ کا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین (انعام رکوع ۲) یعنی اے محمد رسول اللہ تو لوگوں سے کہہ دے کہ میری ہر قسم کی عبادتیں میری قربانیاں میری زندگی اور میری موت سب اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ اس لئے جو کچھ محمد رسول اللہ علیہ وسلم کا ہے وہ خدا تعالیٰ کا ہے پس دنیا میں جو چیز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنے گی وہ آپ ہی خدا تعالیٰ کی بن جائے گی۔ کیونکہ آپ کے سوا اور کوئی وجود دنیا میں ایسا نہیں۔ جس نے توحید کامل کو قائم کیا ہو اور

خدا تعالیٰ کی حکومت

توحید ہی کے ذریعہ سے دنیا میں آتی ہے صرف منہ سے کہہ دینا کہ اے خدا تیری بادشاہت جس طرح آسمانوں پر ہے ویسی ہی زمین پر بھی ہو۔ یہ کافی نہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے تو صرف یہ دعا کی تھی۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے عملاً خدا تعالیٰ کی حکومت دنیا میں قائم کر کے دکھا دی۔ اور وہ لوگ جو بُت پرستی کرتے تھے اور طرح طرح کے عیوب میں مبتلاء تھے انہیں پاکیزہ کر کے کامل توحید پر قائم کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ لوگ جو رات دن شرک میں مبتلاء تھے اسکو نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ چنانچہ جن لوگوں نے فتح مکہ سے قبل مسلمانوں پر بڑے سخت ظلم کئے تھے اور ان پر گندے حملے کئے تھے۔ جیسے ہندہ جس نے بعض مسلمان شہیدوں کے کلیجے نکلوا کر انہیں چبا لیا تھا ان کے

متعلق

فتح مکہ کے موقعہ پر

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ جہاں کہیں ملیں انہیں قتل کر دیا جائے۔ ہندہ بڑی ہوشیار عورت تھی۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی بیعت لینی شروع کی تو ہندہ چادر اوڑھ کر ان میں شامل ہو گئی۔ جب آپؐ نے بیعت لینی شروع کی۔ اور فرمایا کہو ہم زنا نہیں کریں گی چوری نہیں کریں گی۔ شرک نہیں کریں گی۔ تو ہندہ بے اختیار بول اٹھی اور کہنے لگی یا رسول اللہ کیا اب بھی ہم شرک کریں گی تآپ اکیلے تھے اور ہم سارا عرب آپ کے مخالف تھے آپ نے توحید کی تعلیم دینی شروع کی۔ اور ہم نے ۳۶۰ دیوتاؤں کی تائید کرنی شروع کی۔ مگر باوجود اس کے کہ سارا عرب آپ کے مارنے پر تلا ہوا تھا آپ اکیلے خدا کے ساتھ جیت گئے اور ہم اپنے ۳۶۰ دیوتاؤں کے ساتھ ہار گئے۔ کیا اس کے بعد بھی ہم شرک کر سکتی ہیں۔ وہ چونکہ آپ کی رشتہ دار تھی اسلئے آپ نے اس کی آواز پہچان لیا اور فرمایا ہندہ ہے؟ وہ عورت بڑی دلیر تھی اس نے کہا یا رسول اللہ اب آپ کا مجھ پر کوئی اختیار نہیں اب میں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو چکی ہوں۔ اور

خدا تعالیٰ کی پناہ میں آ چکی ہوں

اور مسلمان ہونے کی وجہ سے میرے سارے پچھلے گناہ معاف ہو چکے ہیں۔ کیونکہ اسلام انسان کے سارے پچھلے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ اب آپ مجھے میرے کسی پچھلے گناہوں کی وجہ سے سزا نہیں دے سکتے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم ٹھیک کہتی ہو۔ دیکھو وہ عورت جو توحید کی اتنی مخالف تھی کہ مسلمان شہیدوں کے کلیجے دوسروں سے چروا کر چبانے کے لئے تیار ہو جاتی تھی وہ کہتی ہے۔ کہ ہم ایسے بے وقوف تھوڑے ہی ہیں کہ باوجود یہ نمونہ دیکھنے کے کہ آپ اکیلے خدا کے ساتھ غالب آ گئے۔ اور ہمارے ۳۶۰ دیوتا باوجود ساری طاقت اور قوت کے اور باوجود سارے عرب کی مجموعی تائید کے ہار گئے پھر بھی ہم شرک کریں گی۔ اب اس کے بعد توحید کا کون انکار کر سکتا ہے۔ تو دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا یہ

کس قدر زبردست نشان تھا

کہ آپؐ نے اپنی زندگی میں ہی دیکھ لیا کہ توحید اور اسلام کے شدید ترین دشمن کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو گئے۔ اور پھر انہوں نے قربانیوں کے ایسے شاندار نمونے دکھلائے کہ ان کی مثال دنیا کے پردہ پر نہیں ملتی۔ وہی ہندہ جو ایک دشمن تھی کہ ادھر نگاہ ڈالا کرتی تھی کہ مسلمانوں پر حملہ کرے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اس کا خاوند ابوسفیان اور اس کا بڑا بیٹا یزید حضرت ابو عبیدہ کی امارت میں ایک لڑائی میں شامل ہوئے۔ رومیوں کے ساتھ بڑی سخت لڑائی ہوئی اور ایک وقت ایسا آیا جب مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ مسلمانوں نے اپنی سواریوں کو روکنے کی بڑی کوشش کی۔ مگر وہ نہ رکیں۔ آخر وہ پیچھے کی طرف دوڑ پڑے۔ جب سپاہی پیچھے کی طرف آ رہے تھے تو ہندہ نے مسلمان عورتوں سے کہا کہ آج مردوں کے قدم اکھڑ گئے ہیں

اب وقت ہے

کہ عورتیں اپنی بہادری دکھائیں۔ انہوں نے کہا ہم کس طرح مقابلہ کریں ہمارے پاس تو کوئی ہتھیار نہیں۔ اس نے کہا خیموں کی طنابیں کاٹ دو اور ان کے بانس نکال لو اور بھاگتی ہوئی سواریوں کے مونہوں پر بانس مار کر انہیں پیچھے کی طرف موڑ دو۔ چنانچہ اس نے خود ایک طناب کاٹ دی۔ اور بانس لے کر عورتوں کے آگے مسلمانوں کے لشکر کی طرف بڑھی۔ ابوسفیان اور اس کا بیٹا یزید بھی بھاگے ہوئے آ رہے تھے۔ اس نے ان کی سواریوں کے مونہوں پر بانس مار کر کہا۔ تمہیں شرم نہیں آتی کہ ایک لمبے عرصہ تک تو تم لوگوں نے اسلام کے خلاف لڑائیاں کیں۔ اب

اب اسلام کی خاطر لڑائی کرنیکا موقع

آیا ہے تو تم دشمن کے مقابلہ کی تاب نہ لا کر پیچھے کی طرف بھاگ پڑے ہو۔ ابوسفیان نے یزید سے کہا۔ بیٹا واپس چلو۔ دشمن کے نیزوں سے زیادہ سخت ان عورتوں کے ڈنڈے ہیں۔ چنانچہ اسلامی لشکر واپس ہوا۔ اور اس نے دشمن کے لشکر پر فتح پائی۔

تو دیکھو اسلام لانے کے بعد ان لوگوں میں خدا تعالیٰ نے کیسا تغیر پیدا کر دیا کہ وہی ہندہ جو مسلمانوں کے خلاف مشرکین کو ابھارا کرتی تھی اور اسلام کی شدید دشمن تھی۔ اسلام کی خاطر لوگوں کو ابھارنے لگی اور اس نے اپنے خاوند اور اپنے بیٹے کی سواریوں کے مونہوں پر ڈنڈے مار کر انہیں واپس لوٹا دیا۔

نوٹ کرو یاد رکھو کہ اس نتیجہ کو جو

میں وہاں دیکھتا ہوں

کتا ہوں کہ اپنے ہاتھوں میں اسلام کے سیاہ جھنڈے لے کر باہر نکل جاؤ اور جس طرح پہلے زمانہ میں مسلمانوں نے اسلام کے جھنڈے دنیا کے ہر کونہ میں لہرا دیئے تھے اسی طرح تم بھی اسلام کے جھنڈے دنیا کے تمام کونوں میں لہرا دو۔ گویا یہ رؤیا میری رؤیا کی ایک تشریح ہے۔

یہ کام ہے جو تمہارے سپرد کیا گیا ہے تم اس کام کو جلد سے جلد پورا کرو۔ اور

اسلام کو دنیا کے کونہ کونہ میں پھیلاؤ

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وقف جدید کی تحریک پر ابھی بہت کم وقت گذرا ہے۔ مگر وہ نتائج جو اب تک وقف جدید کے نکلنے چاہئیں تھے ان کا ہزارواں حصہ بھی نہیں نکلا ہم تو یہ خیال کر رہے تھے۔ کہ یہ لوگ جو نہایت قربانی اور اخلاص سے آگے بڑھے ہیں ان کی باتوں میں اور ان کے کام میں اس قدر برکت ہوگی۔ کہ وہ رشد و اصلاح اور تعلیم کے کام کو چھینوں میں لاکھوں اور کروڑوں افراد تک پہنچا دیں گے۔ مگر اب تک اس تحریک کے شاندار نتائج نکلتے نظر نہیں آتے۔ لیکن اللہ چاہے تو وہ اس کو پورا کر سکتا ہے ہمیں اللہ تعالیٰ سے

دعا کرنی چاہیئے

کہ وہ ہماری حقیر کوششوں کو بار آور کرے اور ہماری پیدائش کی غرض اور سلسلہ احمدیہ کے قیام کی غرض کو ہمارے ہاتھوں سے جلد سے جلد پورا کرے اور ہم اسلام کے جھنڈے دنیا کے کناروں تک گاڑ دیں تاکہ قیامت کے دن ہم بھی سرخرو ہوں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی سارے نبیوں کے سامنے اپنا سینہ تان کر اپنی فضیلت اور برتری کا اظہار فرمائیں اور ان سے کہیں کہ دیکھو تمہاری قوموں نے تو شرک سے ساری دنیا کو بھر دیا تھا۔ مگر میری قوم نے ہر جگہ

توحید کا جھنڈا گاڑ دیا

اور لوگوں کو خدائے واحد کے آستانہ پر لا ڈالا۔ اگر ایسا ہو جائے۔ تو یہ ہماری انتہائی خوش قسمتی ہوگی اور اسکی وجہ سے ہم

قیامت کے دن

خدا تعالیٰ کے سامنے سرخرو ہو سکتے ہیں۔

حضرت کرشن علیہ السلام

(بقیہ صفحہ اوّل)

ہوں"۔ گیتا $\frac{9}{29}$

ہندو دھرم کا مشہور اُپدیش ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:-

"یہ میرا اپنا ہے یہ غیر ہے اس طرح کی گنتی وہ لوگ کرتے ہیں جو چھوٹے دل کے ہیں۔ لیکن جو لوگ بڑے دل کے ہیں۔ وہ اس زمین کے سب رہنے والوں کو اپنا ہی خاندان سمجھتے ہیں"

اس تعلیم کی روشنی میں کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت کرشن اونچ نیچ یعنی عدم مساوات کے قائل تھے۔ ان کے پاس تو جب ان کا بچپن کا دوست مگر غریب دوست سداما آیا تو انہوں نے اپنی امارت کا کوئی خیال نہ کیا اور یہ نہ سمجھا کہ میں بادشاہ ہوں اور مجھ سے ملنے والا ایک غریب ہے اسے آپ نے حقارت کی نظروں سے نہیں دیکھا بڑی خوشی سے اس کا استقبال کیا۔ اور اس کے ساتھ وہی سلوک کیا جو ایک میزبان کو اپنے معزز مہمان سے کرنا چاہیئے۔ حق یہ ہے۔ کہ اس دنیا میں جس قدر بھی بزرگ۔ اوتار۔ اور نبی آئے ہیں انکے اہم مقاصد یہی تھے ایک تو مخلوق خدا کو خدا کی طرف بلانا۔ اور دوسرے مخلوق میں باہم ہمدردی و مساوات۔ الفت اور محبت پیدا کرنا ان بزرگوں کی وفات کے بعد دنیا داروں نے انکی تعلیم کو بدل دیا۔ اور اس پر رنگ آمیزیاں کر دیں اور ونشے ہی اتحاد کو سخت ٹھیس لگائی۔ ہماری ندا یہ پرارتھنا ہے کہ وہ ہم کو طاقت دے کہ ہم اپنے خود غرضی سے بھرے ہوئے شکنجوں کو جو ہمیں ایک دوسرے سے توڑ کر الگ کئے ہوئے ہیں چکنا چور کر دیں۔ اور ایسی عمارت تیار کریں جو باہم محبت۔ پریم اور ایک دوسرے کی مدد پر جسکی بنیاد رکھی گئی ہو۔ ہمارا مذہب انسانیت کا مذہب، محبت کا مذہب۔ ایثار کا مذہب۔ عشق کا مذہب اور پریم کا مذہب ہو یہی وہ سچا مذہب ہے جسے دنیا کے سب اوتاروں پیغمبروں، سنتوں، رشیوں، سادھوؤں اور فقیروں نے حقیقی مذہب سچا دھرم اور مانو دھرم بتلایا ہے۔ اور یہی وہ مذہب ہے۔ جس نے تمام بزرگوں نبیوں رشیوں۔ منیوں اور نبیوں کی عزت قائم کرنے کی تلقین کی ہے۔ سو اس کے مطابق ہم ہندو دھرم کے اوتاروں اور رشیوں کو بھی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

خدا کرے کہ ہم اس مذہب (یعنی مذہب اسلام جو کہ انسانیت کا مذہب ہے) کے سانچے میں اپنے کو ڈھال کر اس ملک میں ایک بار پھر پریم اور محبت کے سوتے بہا سکیں۔ آمین۔ جس طرح ملک نے غیر ملکی حکمرانوں کے غلامی سے نجات پائی اسی طرح اُن نا پسندیدہ خیالات سے بھی مخلصی پائیں جو ایک انسان کو دوسرے سے جدا کرنے والے ہیں۔ تا سب افراد ہی باہم پریم اور محبت کے ساتھ ایک کنبہ کی طرح رہیں*

ربوہ میں جماعت احمدیہ کی انتالیسویں مجلس مشاورت کا انعقاد

مجلس کے افتتاحی اجلاس سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا روح پرور خطاب

ربوہ ۲۷ر اپریل کل گیارہ بجے دوپہر کے قریب جماعت احمدیہ کی انتالیسویں مجلس مشاورت کا دوروزہ اجلاسات کے بعد ایک لمبی پُرسوز اجتماعی دعا سے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوگئی۔ اس موقعہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے انتہائی شدید گرمی اور ناسازئ طبع کے باوجود تعلیم الاسلام کالج کے ہال میں تشریف لاکر دونوں دن مجلس شوریٰ کی صدارت فرمائی۔ مشرقی اور مغربی پاکستان اور بیرونی ممالک کی ۲۸۱ جماعتوں کے ۴۰۸ نمائندوں نے شرکت کی۔ ۲۵ر اپریل کو پونے چھ بجے شام حضور ایدہ اللہ کی تشریف آوری پر افتتاحی اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوا۔ بعد ازاں حضور نے اجتماعی دعا سے مجلس شوریٰ کا افتتاح فرمایا اور نمائندگان کو اپنے افتتاحی خطاب سے نوازا (جس کا خلاصہ اخبار الفضل کے حوالہ سے آگے درج کیا جاتا ہے)

مجلس نے اپنے دوروزہ اجلاس میں بعض دیگر اہم تجاویز کے علاوہ صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید انجمن احمدیہ کے آئندہ سال کے بجٹ آمد و خرچ کو متفقہ طور پر منظور کرنے کی سفارش کی جسے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے بھی منظور کرنے کا اعلان فرمایا۔ دونوں انجمنوں کی مجموعی رقم تقریباً ۳۷ لاکھ روپے پر مشتمل ہے۔ اس رقم کا معتدبہ حصہ آئندہ سال یورپ، امریکہ اور ایشیا کے مختلف اہم ممالک میں اسلام کی ترقی و استحکام قرآن مجید کی اشاعت اور مساجد کی تعمیر پر خرچ کیا جائے گا۔

پروگرام کے مطابق مجلس شوریٰ کا اجلاس مورخہ ۲۷ر اپریل بروز اتوار تک جاری رہنا تھا۔ لیکن اچانک گرمی کی غیر معمولی شدت کی بنا پر اجلاس کو مختصر کرنا پڑا۔ اور اس دفعہ مجلس شوریٰ نے دو دن مورخہ ۲۵ / ۲۶ر اپریل میں ہی اپنی کارروائی مکمل کرلی۔

گرمی کی شدت اور ناسازئ طبع کے باوجود دونوں دن حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجلس مشاورت کی صدارت فرمائی۔ آخری اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے حضور نے اپنی صحت کے لئے جماعت کو خاص طور پر دعا کرنے کی تحریک فرمائی۔ نیز احباب کو نصیحت فرمائی کہ وہ اسلام کی ترقی اور غلبہ کے لئے خصوصیت سے دعائیں کریں تا جلد سے جلد اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا فرمائے کہ عیسائیت اور دہریت کو شکست ہو۔ اور توحید غالب آجائے۔ اور اسلام کا جھنڈا دنیا کے چپہ چپہ پر بلند ہوتا ہوا نظر آئے اور ساری دنیا اللہ تعالیٰ کی برکات و انوار کی وارث بن جائے۔

حضور ایدہ اللہ کے افتتاحی خطاب کا خلاصہ

۲۵ر اپریل کو مجلس شوریٰ کے افتتاحی اجلاس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے نمائندگان شوریٰ سے جو روح پرور خطاب فرمایا اس کا خلاصہ اپنے الفاظ میں اخبار الفضل کے حوالہ سے ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے:۔

حضور نے تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد افتتاحی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ آئندہ سال سے مجلس مشاورت ایسے موسم میں منعقد ہونی چاہیئے کہ جس میں اس قسم کی شدید گرمی پڑنے کا جیسی کہ آجکل پڑ رہی ہے قطعاً کوئی امکان نہ ہو۔ حضور نے فرمایا آئندہ سال رمضان سے قبل مارچ کے اوائل میں شوریٰ کی تاریخیں رکھ لی جائیں تاکہ گرمی کا موسم شروع ہونے سے پہلے شوریٰ کی کارروائی زیادہ سہولت اور آرام کے ساتھ پایۂ تکمیل کو پہونچ سکے۔ حضور نے اس ضمن میں ایک نہایت اہم امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔ موسمی تغیر خدائی قانون کے تحت عمل میں آتا ہے۔ ہمارے لئے اپنے کاموں میں خدائی قانون کے تحت رونما ہونے والے موسمی تغیرات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کیونکہ ہم خدائی قانون پر حاکم نہیں۔ بلکہ اس کے تابع ہیں۔ ہم موسم میں ازخود کوئی تبدیلی نہیں لاسکتے۔ اگر ہم خدائی قانون کے تحت رونما ہونے والے موسمی تغیرات کا لحاظ نہیں کریں گے۔ تو پھر ہم کو لازمی طور پر اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ جیسا کہ اس مرتبہ موسم کا لحاظ رکھے بغیر ایسے موسم میں شوریٰ کی تاریخیں رکھی گئی ہیں کہ جب شدید گرمی شروع ہوجاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اتنی شدید گرمی میں تو تندرست آدمی بھی بیماروں کی طرح ہوجاتے ہیں۔ ایسی حالت میں پوری دلجمعی اور محنت سے مسلسل کام کرتے چلے جانا کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ وہ انسان مومن نہیں کہلا سکتا جو یہ سمجھتا ہو کہ ساری باتیں اس کے قبضہ میں ہیں۔ اور وہ جس طرح چاہے گا حالات بعینہٖ وہی صورت اختیار کرتے چلے جائیں گے۔ مومن کی تو صفت ہی یہ ہے کہ وہ ہر چیز کو اپنے اختیار اور قبضہ میں نہیں سمجھتا۔ بلکہ وہ ہر کام میں خدا کا خانہ ضرور خالی رکھتا ہے وہ اس کے قوانین کی متابعت اختیار کرتے اور اسی کی ذات پر بھروسہ رکھتے ہوئے اپنے امور کو سرانجام دیتا ہے پس آئندہ شوریٰ کے انعقاد میں خدائی قانون اور اس کی کارفرمائی کا پورا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ اور ایسے موسم میں اس کا انعقاد عمل میں آنا چاہیئے کہ جس میں گرمی کی شدت کا کوئی امکان نہ ہو۔

حضور نے مزید فرمایا۔ اس طرح آئندہ سال مارچ کے اوائل میں شوریٰ کی تاریخیں مقرر کرنے سے ہمیں پورے ایک سال کا بجٹ بنانے کی بجائے دس گیارہ ماہ کا بجٹ بنانا پڑے گا اور اس کے بعد سال بسال پھر پورے سال کا بجٹ تیار ہونے لگے گا۔

دین کے لئے غیرت اور وفاداری کا مادہ

بعدہٗ حضور نے اسلام اور سلسلہ کے لئے اپنے اندر غیرت اور وفاداری کا مادہ پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی اور تاریخ اسلام میں سے بعض نہایت ایمان افروز واقعات بیان کرکے واضح فرمایا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں یہ اوصاف بدرجہ اتم پائے جاتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اسلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے مختلف مواقع پر غیرت اور وفاداری کے ایسے ایسے شاندار مظاہرے کئے۔ کہ جو رہتی دنیا تک ہمیشہ یادگار رہیں گے۔ حضور نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ ہمیں بھی جن کے سپرد تبلیغ و اشاعت کے موجودہ دور میں اس نے خدمت اسلام کا فریضہ کیا ہے توفیق دے۔ کہ ہم اسلام کے جھنڈے کے دائیں بھی لڑیں اور بائیں بھی لڑیں آگے بھی لڑیں اور پیچھے بھی لڑیں اور اس وقت تک دم نہ لیں جب تک کہ ہم کفر کی چوٹی پر اسلام کا جھنڈا نہ گاڑ دیں۔

ہماری ذمہ داری اور اسکی نوعیت

تقریر جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ جو کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے وہ اپنی نوعیت اور وسعت کے لحاظ سے بہت عظیم ہے۔ اور اس کے بالمقابل ہم بہت کمزور ہیں۔ اسلام کو پھیلانا اور ساری دنیا کو اس کا حلقہ بگوش بنانا آسان نہیں ہے۔ بظاہر یہ کام ہماری بساط اور طاقت سے بالا ہے۔ لیکن کام دراصل خدا ہی کرتا ہے۔ وہ خود ایک ارادہ کرتا ہے اور پھر خود ہی اس دنیا میں اس ارادہ کی تکمیل کے سامان بھی کر دیتا ہے۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح کہ صوفیا نے کہا ہے کہ

خود کوزہ و خود کوزہ گر د خود گِل کوزہ

صداقت وہ خود ہے اور ہم جنہیں اس نے صداقت کا علمبردار بنایا ہے۔ اسی کے پیدا کردہ ہیں۔ وہ چاہے تو ہمیں اس قابل بنا سکتا ہے۔ کہ ہم صداقت کو پھیلانے میں کامیاب ہوجائیں۔ وہ اگر ہمیں قبول کرلے تو نا چیز ہونے کے باوجود ہماری قیمت پڑ سکتی ہے۔ اور ہم وہ کچھ کر سکتے ہیں جو کر دکھانا بظاہر ہماری طاقت میں نہیں ہے۔ پس بے شک ساری دنیا کو اسلام کا حلقہ بگوش بنانا بہت مشکل کام ہے۔ لیکن اگر اس کی نظر میں ہماری قیمت پڑ جائے تو یہ کچھ بھی مشکل نہیں۔ پس ہمیں اس سے توفیق مانگنی چاہیئے اور اپنے آپ کو اس قابل بنانا چاہیئے۔ کہ ہم اس کی نگاہ میں مقبول ہوجائیں اور ہمیشہ مقبول بنے رہیں۔ تا اس کی غیر معمولی تائید اور نصرت ہمیشہ ہمیں حاصل رہے پھر خدا تعالیٰ اس کام کو خود سرانجام دے گا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ دنیا اسلام کی حلقہ بگوش بن جائے گی۔

اعلان نکاح

الحمد للہ کہ میرے نواسے سید یوسف احمد ولد سید غلام مصطفےٰ کی مناکحت شائل عشرت باز بنت سید شمس الدین احمد کے ہمراہ بعوض گیارہ ہزار روپیہ دین مہر اور میری نواسی رشیدہ بیگم بنت سید غلام مصطفےٰ کی مناکحت شائل سید سہیل احمد ولد سید شمس الدین احمد کے ہمراہ بعوض گیارہ ہزار روپیہ حق مہر بتاریخ ۲۴ر اپریل ۱۳۳۷ہش بمقام اوربی ضلع مونگھیر انجام پذیر ہوئیں۔ میں نے ہی اقرارات لئے اور خطبہ نکاح کے ساتھ اعلان کرکے اجتماعی دعا کرائی۔

بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان و دیگر احباب جماعت بھی دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر دو رشتے جانبین کے لئے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے مبارک کرے۔ آمین۔

عاجز: سید وزارت حسین

یکے از اصحاب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام از بہار۔

جماعت احمدیہ اور جناب صوفی نذیر احمد صاحب کشمیری

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

(۳)

دعاوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام

صوفی صاحب کا ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام سے زیادہ اپنے دعاوی منوانے پر زور دیا۔ حالانکہ اگر یہ درست ہوتا تو حضرت مسیح موعودؑ کے ماننے والوں کا مسلمان ہونا ضروری نہ ہوتا یہ کیا بات ہے کہ جب کوئی عیسائی، یہودی یا ہندو آپ کو مان لیتا ہے تو اسے کو مسلمان کہنا شروع کر دیتا ہے۔ اگر آپ کے دعاوی "قبلہ نما" نہ ہوتے تو یہ لوگ آپ کے قریب آتے ہی قبلہ رو کیسے ہو جاتے؟ غرض روز مرہ کا مشاہدہ بتا رہا ہے کہ آپؑ نے اپنے دعاوی تریاق کے طور پر پیش کئے ہیں۔ اور انہیں کے استعمال سے زہر کفر کے اثر سے نجات ملتی ہے۔ سنت انبیاء بھی کہہ رہی ہے کہ ایسا ہی ہونا چاہئے تھا۔

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے عہد میں مسلمانوں کے پاس جو اسلام رہ گیا تھا۔ اس کا جستہ جستہ نقشہ مولانا الطاف حسین حالی کے مرثیے میں موجود ہے۔ مسلمانوں کو بہرصورت اس اسلامی نقطۂ نظر سے نجات دلانی تھی۔ اور ان کے سامنے اسلام کا صحت مند تصور پیش کرنا تھا مسلمانوں کو اس بیمار ذہنیت اور ناقص تصور سے نجات دلانے کا نام ہی تجدید و احیاء دین ہے۔ اور یہ کام ایک مجدد کامل کے بغیر نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر عمارت اسلامی میں کوئی ایک سی جگہ شگاف ہوا ہوتا تو اس کو معمولی معمار بھی پُر کر سکتا تھا۔ مگر یہاں تو پوری اسلامی عمارت خستہ و بوسیدہ ہو رہی تھی۔ اس کی تعمیر نو کے لئے کوئی کامل اور ماہر صنعت گر کی ضرورت تھی۔ کوئی عقلمند انسان ایسی تعمیر کے لئے کسی ناتجربہ کار معمار کو منتخب نہیں کرتا۔ اور نہ کوئی تجربہ کار انجینئر ایسے مکان کو باقی رکھنے کی اجازت دیتا ہے۔ اور جب اس مسئلہ پر صاحب مکان اور انجینئر کے درمیان اختلاف ہو جاتا ہے تو اس وقت انجینئر کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنی سرٹیفکیٹ دکھائے اور اپنا مستند و تجربہ کار انجینئر ہونا ثابت کرے۔

بس یہی حال مسلمانوں اور حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا تھا۔ مسلمانوں کا اسلام خانہ منہدم ہونے کو تھا آپؑ نے کہا کہ خدا نے مجھ کو اس کی مرمت و تعمیر کے لئے بھیجا ہے۔ لوگوں نے اور خاص کر چھوٹے چھوٹے معماروں یعنی علماء و صوفیاء نے آپ سے اختلاف کیا اس لئے آپ نے سب سے پہلے اسی مسئلہ پر توجہ دی اور لوگوں کے دلوں میں یہ بات بٹھانی شروع کی۔ کہ میں ہی اس زمانے کا سب سے کامل و تجربہ کار انجینئر ہوں۔ آپ نے یہی بات مختلف عنوانوں سے بیان کی۔ اور لوگوں کے ذہن نشین کرانے کے لئے بار بار دہرائی۔ اور یہ بات نہ بے محل ہوئی نہ قابل اعتراض ہی ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا اپنے دعاوی پر اصرار اور اس کا فلسفہ۔ ہاں اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے دعاوی پر اصرار نہ کرتے تو یہ قابل اعتراض ہوتا۔ وہ چھوٹے چھوٹے انجینئر یعنی عام علماء، صوفیاء جن کا "لائسنس" انکارِ نبی کے جرم میں ضبط ہونے والا تھا۔ اگر ان پر اتمام حجت نہ ہوتا۔ تو وہ روزِ جزا شکایت کر سکتے تھے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعاوی پر زور دے کر اس شکایت کا دروازہ بالکل بند کر دیا۔

تعلیمات مسیح موعودؑ

اب اس کے بعد صوفی صاحب کو دیکھنا چاہیئے کہ حضرت مرزا صاحب نے ہم سے اپنے دعاوی منوا کے اس کے صلے میں ہم کو کیا دیا؟ پہلے صوفی صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دس شرائط بیعت دیکھنی چاہئیں۔ پھر کشتی نوحؑ تریاق القلوب اور کتاب البریہ وغیرہ میں آپؑ نے جو تعلیمات دیں۔ ان کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اور پھر صوفی صاحب کو حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا یہ قول پڑھنا چاہیئے کہ

جو ایسا نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

صوفی صاحب! یقیناً یہ بہت ہی سستا سودا ہے۔ قرآن پاک نے اس سودے کے بارے میں کہا ہے کہ یاایہا الذین اٰمنوا ھل ادلکم علیٰ تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم۔ تؤمنون باللہ و رسولہ وتجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون یغفر لکم ذنوبکم ویدخلکم جنٰت تجری من تحتھا الانھار ومساکن طیبۃ فی جنٰت عدن ذالک الفوز العظیم۔

علم کلام

احمدیہ علم کلام کیا ہے؟ صوفی صاحب کہتے ہیں کہ یہ تاویلات و اعتبارات کا جنگل ہے۔ احمدیہ علم کلام کی پوری تفصیل تو اس مضمون میں نہیں سما سکتی۔ مگر اس کی اساس اول یہ ہے:۔

صفات الٰہیہ

۱۔ انسان کو اللہ تعالےٰ کی معرفت اس کی صفات سے ہوتی ہے۔ صفات الٰہیہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات۔ مگر وہ کبھی ذات الٰہی سے منفک نہیں ہوتیں۔ بلکہ ہمیشہ بالقوہ یا بالفعل موجود رہتی ہیں۔

۲۔ خدا کی صفات میں کلیم سمیع اور مجیب کی بھی صفات ہیں۔ جن پر کلام الٰہی شاہد ہے۔ خدا کی یہ صفات بھی ہمیشہ خدا کے ساتھ قائم ہیں۔ اور قائم رہیں گی۔ خدا جیسے پہلے بولتا۔ سنتا اور جواب دیتا تھا۔ اسی طرح آج بھی بولتا۔ سنتا اور جواب دیتا ہے۔

۳۔ خدا کی صفات میں دراصل ذریعہ معرفت یہی تینوں صفات ہیں۔ اگر یہ صفات معطل ہو جائیں تو خدا کا حیّ و قیوم ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا۔ اور نہ خدا اور بندے کے تعلقات کا علم ہو سکتا ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

ہے تشکر رب عزوجل خارج از بیاں
جسکے کلام سے ہمیں اس کا ملا نشاں
دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی
حسن و جمال یار کے آثار ہی سہی

نبوت

۴۔ احمدیہ علم کلام نبوت کو رحمت مانتا ہے۔ اور یہ خدا کی شان رحیمیت کے منافی سمجھتا ہے کہ کبھی خدا بندے پر اپنی رحمت کا دروازہ بند کر دے۔ اور یہی فلسفہ اجراء نبوت ہے۔

قرآن مجید

احمدیہ علم کلام پورے قرآن کریم کو قابل عمل قرار دیتا ہے۔ وہ قرآن مجید میں دوسرے مولویوں کی طرح نسخ کا قائل نہیں۔ اور اس کو عقل و نقل کے خلاف قرار دیتا ہے۔

کتاب و سنت اور قیاس

احمدیہ علم کلام کتاب، سنت اور قیاس کو مانتا ہے۔ ائمہ اربعہ کے فقہی مسائل کو درست قرار دیتا ہے (سوائے ان مسائل کے جو نص صریح کے خلاف ہیں) اور فقہی مسائل جیسے رفع یدین۔ آمین بالجہر وغیرہ پر جو جھگڑے ہوتے ہیں۔ انہیں باطل قرار دیتا ہے۔ احمدیہ علم کلام یہ کہتا ہے۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز وغیرہ کے جتنے طریق مروی ہیں۔ وہ سب درست ہیں بجز اس کے کہ محمد رسول اللہ علیہ وسلم نے "نزول وحی" سے پہلے کسی طریق پر عمل کیا ہو۔ اور پھر آپ کو وحی الٰہی نے روک دیا ہو۔

اب ذرا صوفی صاحب فرمائیں۔ کہ کیا یہ علم کلام تاویلات و اعتبارات کا جنگل ہے؟ یا صفات الٰہیہ کو معطل۔ رحمت الٰہیہ کو منقطع اور قرآنی آیات کو منسوخ ماننا؟ اور آئمہ اربعہ کا نام لے لے کر دھینگا مشتی اور خون خرابہ کرنا؟ صوفی صاحب ذرا انصاف کیجئے آنکھیں کھولیئے۔ آخر کب تک قدامت پرستی کی دلدل میں پھنسے رہیں گے؟ ہمارے امام نے آپ لوگوں کی حالت پر نوحہ کرتے ہوئے کتنا درست فرمایا ہے سہ

جو بات کہی الٹی جو چال چلے ٹیڑھی
بیماری اگر آئی تم اس کو شفا سمجھے

سواد اعظم میں مدغم ہونیکی دعوت

صوفی صاحب کی یہ دعوت بھی خوب ہے جناب کی اس دعوت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا سواد اعظم اسلام کی نمایاں خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اعداء اسلام کے مقابلہ میں میدان پہ میدان مار رہا ہے۔ اور معاشرتی اخلاقی اور روحانی اعتبار سے اسلام کا کامل نمونہ بن گیا ہے۔

مگر احمدی بے چارے پیچھے رہ گئے ہیں یورپ۔ امریکہ اور افریقہ میں انہیں تبلیغ اسلام کی قطعاً کوئی توفیق نہیں ملی۔ اس لئے اب انہیں سواد اعظم کے پیچھے پیچھے چلنا چاہیئے لیکن میں صوفی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی مغالطہ دہی ہو سکتی ہے صوفی صاحب شاید ابھی تک اسی زعم میں ہیں کہ جب تک کوئی شخص ان کا تعویذ اور دعا نہ لے گا۔ اسلام کی خدمت نہیں کر سکے گا۔ صوفی صاحب کے اس تجاہل عارفانہ پر سخت حیرت آتی ہے۔ جماعت احمدیہ کی تبلیغی خدمات کا غلغلہ تو خانقاہ۔ کلیسا اور دھرم سالہ ہر جگہ بلند ہو رہا ہے۔ امریکہ کے بین الاقوامی پرچے "لائف"، افریقہ کے عیسائی اخبارات۔ عیسائی مشنوں کی رپورٹ اور خود "صدق جدید" میں بھی انکی خدمات کا ذکر آتا رہتا ہے۔ اس کے مقابل سواد اعظم کا وہ کونسا کارنامہ ہے کہ صوفی صاحب اسکو اس میں ضم ہونے کی دعوت دے رہے ہیں؟ ذرا صوفی صاحب وقلیل من عبادی الشکور۔ اور ماکان اللہ لیذر المؤمنین علیٰ ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب پر بھی غور کرنیکی زحمت گوارا فرمائیں گے

پیر پرستی

صوفی صاحب نے پیر پرستی کا طعنہ دیا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ ایک نکتہ چین نے ہمارے اس عقد محبت کا اعتراف کیا۔ صوفی صاحب آپ نہیں سمجھ سکتے کہ آپکے اس اعتراف سے مسیح پاک و مہدی کے لولاک کے خدام کو کتنی مسرت ہوئی۔ صوفی صاحب ہم تو اس محبت میں اور ترقی کرنا چاہتے ہیں اور فنافی الحبیب کا درجہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور آپکا یہ طعنہ سنکے مسیح پاک کی روح کو مخاطب کر کے کہتے ہیں سہ گیسوئے تابدار کو اور بھی تابدار کر

جو خودی و خود غرضی کو ترک کر کے [illegible]۔ اور صوفی صاحب یقین جانئے کہ ہم اس فرزانگی و ہوشیاری اور خودی پہ لعنت بھیجتے ہیں جو عاشق و معشوق کے درمیان حجاب کا کام کرے بلکہ آپ بھی اسے مقام فنا [illegible]

صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی معاون ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

(۱)

اسلام کی نشأۃ اولیٰ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بے مثال قربانیوں عدیم النظیر کارناموں اور اشاعت اسلام کے لئے مسلسل جدوجہد کو دیکھتے ہوئے جو عظیم الشان سرٹیفکیٹ

اصحابی کالنجوم بایھم

اقتدیتم اھتدیتم

کا عطا فرمایا تھا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ اسی کے مستحق تھے۔ کتنے مختصر الفاظ ہیں یہ۔ مگر ان میں کتنی جامعیت ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان چند الفاظ میں جہاں اپنے تمام صحابہؓ کی خدمات جلیلہ اور مساعی جمیلہ کا اعلان فرمایا ہے۔ وہاں اپنی اُمت کو قیامت تک کے لئے تلقین فرمائی ہے۔ کہ اے مسلمانو جب کبھی تمہیں اشاعت اسلام کے ضمن میں مشکلات کا سامنا ہو تو تم میرے صحابہؓ کی تقلید کر کے ان مشکلات کو روندتے ہوئے آگے بڑھ جاؤ۔ جب کبھی تم دیکھو کہ تم پر مصائب و حوادث کی تاریکیاں چھا رہی ہیں۔ تم ان چمکتے ہوئے روشن نجوم سے اکتساب نور کر کے تاریکیوں کے پردے چیر کر آگے بڑھ جاؤ۔ اے مسلمانو! میرے صحابہ ایسی شمعیں ہیں جو رہتی دنیا تک جادۂ مستقیم پر روشن رہ کر تمہاری رہنمائی کرتی رہیں گی۔ اور صداقت کے آسمان پر ان ستاروں کی قندیلیں ہمیشہ گم گشتگان راہ کو روشنی بخشتی رہیں گی۔ تم اپنے معاشرہ میں ان کی اقتداء کرو۔ تم اپنوں اور بیگانوں سے سلوک کرتے وقت بھی ان کی تقلید کرو۔ اور تم دین کے معاملات میں ان کے قدموں کے نقوش پر سے گذرو۔ تم یقیناً کامیاب ہو جاؤ گے۔ اور تم یقیناً ہدایت یافتہ قرار دیئے جاؤ گے۔ اس لئے کہ نور ہدایت کی یہ شمعیں سراج منیر سے روشن ہوئی ہیں۔

(۲)

وہ نجوم کیا تھے اور ان کی تابانی میں کتنا دوام تھا۔ وہ شمعیں کیسی تھیں۔ اور ان کی روشنی میں کتنا استمرار تھا۔ اس کی مثالوں سے اسلام کی تاریخ بھری پڑی ہے۔ اسلام کی نشأۃ اولیٰ پر آج چودہ صدیاں گذر رہی ہیں۔ اس طویل عرصہ میں سینکڑوں مورخین کے رشحات قلم سے اسلامی تاریخ کی مختلف اوقات میں تدوین و تسوید ہوئی ہر مورخ نے ان عاشقان رسول ان فدایان اسلام اور ان کشتگان راہ وفا کے کارہائے نمایاں کو اپنے اپنے رنگ اور اسلوب میں بیان کیا۔ ان سب میں یہ ایک اعتراف مشترک ہے کہ صحابہ کرام نے اپنی زندگیوں کو اسوۂ رسولؐ میں اس حد تک فنا کر دیا تھا کہ ان میں سے ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر ایک چھوٹا محمدؐ بن گیا تھا۔ اور انہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے وہی نسبت حقیقی حاصل تھی جو نجوم کو سراج منیر سے ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو ایک ایسے خطاب عظیم سے نوازا کہ دنیوی بادشاہتوں میں اس کی مثال ناپید ہے۔

دنیوی بادشاہتوں میں تو جنگوں وغیرہ کے مواقع پر بہادری دکھانے والوں کو جو خطابات ملتے ہیں وہ ان بہادروں کی موت کے بعد ان کی میتوں کے ساتھ ہی دفن ہو جاتے ہیں۔ اور اگلی نسل تو دور کی بات ہے مرکہ ان کی موت پر چالیس دن نہیں گذر نے پاتے کہ کسی کو یاد بھی نہیں رہتا کہ فلاں شخص کو وکٹوریہ کراس۔ ملٹری میڈل یا قائد اعظم میڈل ملا تھا۔ مگر آنحضرت صلعم کے صحابہ کو جو خطاب ملا تھا وہ آج بھی اسی طرح تر و تازہ ہے جس طرح آج سے چودہ سو سال پہلے تھا زمانے کا مرور اور دنیا کے انقلابات اس خطاب پر قطعاً اثر انداز نہیں ہو سکیں گے۔ بلکہ ہم نے دنیوی بادشاہتوں کی طرف سے دیئے جانے والے خطابات کی جو مثال دی ہے وہ صرف اس لئے ہے کہ اور کوئی متبادل مثال ذہن میں نہیں آرہی تھی ورنہ حقیقت یہ ہے کہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

(۳)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نجوم کیسے بن گئے تھے۔ کیا انہیں یونہی بیٹھے بٹھائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عظیم الشان خطاب عطا فرما دیا تھا؟ نہیں۔ بلکہ جب آسمانی ہدایت کے اس جگمگاتے ہوئے سراج منیر نے یہ دیکھا کہ اس کے یہ متبعین اشاعت اسلام کے لئے ہر قسم کی قربانیاں کرتے ہوئے اور روحانیت کی کڑی منازل طے کرتے ہوئے اس کے ہالے کے اندر آ گئے ہیں۔ تو اس نے انہیں نجوم کے نام سے پکارا۔ یہ وہ لوگ تھے جو آنحضرت صلعم کی اقتداء میں برسوں کھڑے رہ کر ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین کا ورد اور اس پر عمل کرتے رہے۔ اور انہوں نے اسلام کے عظیم الشان محل کی بنیادوں میں اپنی جانیں اور اپنے مال اپنے خون اور اپنی ہڈیاں اپنے عزیز اور اپنی اولادیں اینٹ اور گارے کی طرح استعمال کیں۔

تاریخ اسلام کا یہ ورق کتنا درخشاں کس قدر تابندہ پائندہ ہے کہ حضرت عامر بن فہیرہ جو ابتداء سے اسلام ہی میں دعوت توحید کو حرز جان بنا چکے تھے اور جنہیں ہجرت کے وقت حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی معیت کا شرف بھی حاصل ہوا تھا ۴ھ میں جب آنحضرت صلعم نے ستر قاریوں کی ایک جماعت کو مشرکین بیر معونہ کی تبلیغ پر مامور فرمایا اور قبائل رعل و ذکوان نے غداری کر کے ان تمام قاریوں کو شہید کر دیا تھا انہی میں ایک یہ بھی تھے۔ اس قابل رشک فدائی اسلام کے سینے میں جب ایک شقی القلب مشرک کی برچھی لگ کر جگر کے پار ہو گئی۔ تو آپ نے بیساختہ فرمایا فزت ورب الکعبۃ یعنی کعبہ کے رب کی قسم میں اپنی مراد کو پہنچ گیا! غور تو فرمایئے کہ کتنا خوفناک منظر ہو گا جب آپ کے باقی تمام ساتھی آپ کے سامنے شہید ہو رہے تھے۔ کل من علیہا فان کا نقشہ سامنے تھا۔ خون کا پیاسا دشمن اپنی بربریت کی تسکین کے لئے فدایان اسلام کے خون سے ہاتھ رنگ رہا تھا۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ جب کسی گھر میں کوئی موت واقع ہو جاتی ہے اور میت گھر میں پڑی ہوتی ہے۔ تو اس ایک میت کو دیکھ دیکھ کر ہی گھر کے آدمیوں کے دل بعض اوقات ایک خوف سا محسوس کر رہے ہوتے ہیں مگر ان کے سامنے بیسیوں نعشیں پڑی تھیں اس کے باوجود آپ کو اگر کچھ یاد تھا تو وہ صرف خدا تھا۔ اُن کی ذات تھی۔ برچھی آپ کے سینے سے پار ہو چکی ہے اور خون کا فوارہ چل رہا ہے۔ مگر آپ بڑے اطمینان کے ساتھ فرما رہے ہیں۔ فزت ورب الکعبۃ۔ آپ کی زبان پر خوف کا کوئی کلمہ نہیں۔ گھبراہٹ کا کوئی اثر آپ کے دماغ پر نہیں۔ صرف ایک دھن ہے خدا کی ذات اور خدا کی خاطر موت اور جس کا مطمح نظر ہی یہ ہو کہ اس نے خدا کی خاطر جینا اور خدا کی خاطر مرنا ہے اور اُسے یقین ہو کہ وہ خدا کی خاطر مر رہا ہے۔ تو وہ فزت ورب الکعبۃ کے سوا کہے گا بھی کیا۔ مگر یہ کتنا عظیم الشان ایمان ہے کہ آپ یقین کرتے ہیں کہ آپ خدا کی خاطر جان دے رہے ہیں ——!

(۴)

تاریخ کا ورق اُلٹیے۔ یہ دیکھئے بیر معونہ کے ستر شہداء میں سے ایک حضرت زید بن دثنہ کھڑے ہیں۔ صدق و وفا کا مجسمہ ہیں کہ آپ کی آنکھوں کے سامنے آپ کے ۶۸ ساتھی بے رحمی کے ساتھ یکے بعد دیگرے شہید کئے جا چکے ہیں۔ خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں ۶۸ شہداء کی لاشیں سامنے پڑی ہیں ایک بدبخت مشرک آگے بڑھ کر استہزاءً اور امتحاناً سوال کرتا ہے "کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ آج تم آرام سے مدینے میں بیٹھے ہوتے اور یہاں تمہاری جگہ محمد (صلعم) کو قتل کیا جا رہا ہوتا؟" کتنا خوفناک تھا وہ منظر! تاریخوں میں یہ واقعہ پڑھنے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر وہ مقرب خدا تو میں مقتل کے اندر کھڑا ہے چند ہی لمحوں کے بعد شہید ہو کر اس کا زندگی سے رشتہ ٹوٹ جانے کو ہے چاروں طرف دشمن خون آلود تلواریں لئے کھڑا ہے۔ موت آنکھوں کے سامنے ناچ رہی ہے اور کفر اسلام پر طنز کر رہا ہے کہ "اے زید! کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ آج تم آرام کے ساتھ مدینے میں بیٹھے ہوتے اور یہاں تمہاری جگہ محمد (صلعم) کو قتل کیا جا رہا ہوتا"

اس وقت یقیناً آسمان کا دل بھی دہل گیا ہو گا یہ دیکھ کر کہ کفر اسلام کا سر جھکانا چاہتا ہے۔ مگر اسلام کا نڈر سپوت بے خوف و خطر کھڑا تھا۔ اس کے اندام پر کوئی لرزہ نہ تھا۔ موت کا خوف اس کے اعصاب پر ذرا بھی اثر انداز نہ تھا۔ اس نے کفار کا یہ جگر خراش طنزیہ سوال سنتے ہی جواب دیا۔ اے گروہ کفار! تم نے تو بہت دور کی بات کہہ دی ہے۔ جہاں میرا تخیل بھی پرواز کر کے پہنچ جائے تو میں اسے گناہ سمجھوں۔ میں تو یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ میں گھر میں بیٹھا ہوں اور محمد رسول اللہ صلعم کے پائے مبارک میں مدینہ میں کانٹا چبھ جائے۔" اور اسلام کی کما حقہ نمائندگی کرنے کے بعد اس نے سر جھکا دیا اور ایک ہی لمحہ کے بعد آپ شہادت پا کر موت کی پر سکون آغوش میں پہنچ گئے۔

یہی وہ لوگ تھے جو نجوم کہلائے۔ اور یہی وہ لوگ تھے جن کے سوانح حیات سے تاریخ اسلام زینت پذیر ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ وہ اسی نام کے مستحق تھے۔

(۵)

اسلام کی نشأۃ ثانیہ

اسلام کی نشأۃ اولیٰ پر تیرہ صدیاں گذر جانے کے بعد جب اہل اسلام کی روحانی قوتوں میں انحطاط آ چکا تھا جب اسلام کے روشن اور منور چہرے پر خود اسی کے نام لیواؤں کے ہاتھوں گرد و غبار کی اس قدر دبیز تہیں جم گئی تھیں کہ بعض درد مندوں نے اس کی جاں بلب حالت کو دیکھ کر مرثیے اور نوحے لکھنے شروع کر دیئے تھے۔ جب اہل اسلام کی بداعمالیوں کے اثرات سے اس نور ابدی

پر دھند لاہٹیں چھا گئی تھیں اور اُدھر اسلام کے مخالفین نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھتے ہوئے اسلامی قلعے پر متحدہ یلغار شروع کر دی تھی اور اس کی عالمگیر اور نورِ صداقت سے پُر تعلیمات میں تحریف و تبدیلی کر کے اہل دنیا کو اس سے متنفر کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور نصرانیت کا عفریت منہ کھولے اس کے مضمحل سے ڈھانچے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اور جب آنحضرت صلعم کی پیشگوئیوں کے مطابق اسلام کا صرف نام اور قرآن حرف بطور رسم باقی رہ گیا تھا علمائے اسلام مختلف قسم کے باہمی تفرقوں اور ننگِ اسلام حرکات کی وجہ سے بدترین خلائق بن چکے تھے۔ اس وقت عین وقت پر قادیان کی مقدس بستی سے ایک پرشوکت اور روح پرور آواز بلند ہوئی ؎

میں وہ پانی ہوں جو آیا آسمان سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

اور اس بروزِ محمد (صلعم) نے اسلام کے گرد آلود چہرے کو آسمانی پانی سے مل مل کر دھویا اور صاف کیا اتنا چمکایا کہ مخالفین اسلام کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے بروزِ کامل نے ایک ہاتھ میں قرآن کریم اور دوسرے میں قلم لے کر دلائل و براہین کے انبار لگا دیئے۔ وہ خدا کی برہنہ تلوار بن کر لشکرِ اعداء پر ٹوٹ پڑا۔ اور اس نے مخالفین کے ایسے چھکے چھڑائے کہ انہیں پناہ گاہیں تلاش کرنا پڑیں۔ اور نصرانیت کا عفریت دم دبا کر ایسا بھاگا کہ اس نے پاپائے روم کے محلات کی اندھیری کوٹھڑی میں جا دم لیا۔ اور جری اللہ فی حلل الانبیاء اس روحانی میدان کارزار میں ھل من مبارز کے نعرے لگاتا رہا۔ اس کے نعروں کی آواز گویا صورِ اسرافیل تھی جس سے مردے زندہ ہونے شروع ہو گئے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں اس کے ارد گرد ایک لشکر جرار جمع ہو گیا۔ محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ظلِ کامل کے گرد بے شمار ایسے سرفروش جمع ہو گئے جن کے اندر تیرہ سو سال پہلے کے صحابہ کی روحیں بول رہی تھیں۔

(۶)

ضرور تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بروزِ کامل کے صحابہ بھی آنحضرت صلعم کے صحابہؓ کے بروزِ کامل ہوتے۔ اور دنیا تیرہ سو سال پہلے کے نظارے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام نے بھی ہو بہو اسی قسم کی قربانیاں کر کے اس امر پر اپنے زندہ رہنے والے عمل سے مہر تصدیق ثبت کر دی۔ گو یہ زمانہ مقاتلہ حسی کا نہیں تھا بلکہ مقاتلہ معنوی کا تھا۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ کی قربانیوں کو دیکھتے ہوئے یہ دعوے گویا حقیقت پر مبنی ہو گا کہ اگر یہ مقاتلہ حسی کا زمانہ ہوتا تو آپؑ کے صحابہ یقیناً بدر، احد اور احزاب کے واقعات کو تازہ کر دیتے۔ مگر خدا کی قدرت ہے کہ آپؑ کے صحابہ کو بھی اپنی مظلومیت دکھانے، ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنے اور مالی قربانیوں کے بیشمار مواقع پیش آئے۔ اور انہوں نے شاندار نمونہ دکھایا اور جب تاریخ احمدیت کی تدوین ہو گی تو یہ واقعات سنہری حروف سے لکھے جائیں گے۔ اور احمدیت کی نسلیں ان کارہائے نمایاں پہ فخر کریں گی۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی بعثت کے زمانہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی سے مشابہت دی جا سکتی ہے۔ جس میں مظلومیت کے دردناک اور رونگٹے کھڑے کر دینے والے مظاہروں کے ساتھ مظلوم اور بے کس احمدیوں کی فلک شگاف آہوں نے آسمان پر یہ پیغام پہنچایا کہ احمدیت کی ترقی کے لئے دَرِ قبول کو کھٹکھٹانا تھا۔ اور یہ غیر معمولی اور روح پرور کردار صحابہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس خوش اسلوبی سے نبھایا کہ آسمان سے رحمتوں کے بادل اتر آئے۔ صحابہ جہاں کہیں بھی تھے ان کے بائیکاٹ کئے گئے ان کو ملازمتوں سے ہٹایا گیا۔ ان کے اموال چھینے گئے۔ ان کے بچوں کو قتل کیا گیا۔ ان میں سے بعض کو شہید کیا گیا ان کے مردے قبروں سے نکال کر پھینک دیئے گئے۔ اور ان کو ان کے وطنوں سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا گیا۔ گویا ان پر عرصۂ حیات تنگ کرنے کے لئے تمام انسانیت سوز حربے استعمال کئے گئے۔ مگر وہ پہاڑ بن کر ان طوفانوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ اور آخر مظلومیت رنگ لا کر رہی جس کا ثمرہ ہم لوگ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ موجودہ دور کے تابعین اسی پودے کی سرسبز شاخیں ہیں۔ جس کی صحابہ نے اپنے خون سے آبیاری کی تھی۔ پس صحابہ حضرت مسیح موعودؑ بھی آنحضرت صلعم کے صحابہ کرام کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک سے بجا طور پر یہ خطاب پانے کے مستحق ہیں۔ کہ اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم۔

(۷)

ذرا سینے پہ ہاتھ رکھ کر اس نظارہ کو تو دیکھیئے۔ جو کابل کی سرزمین نے "داستان تذبحان" کی صورت میں دیکھا۔ حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید رضؓ جیسے وجاہت و حشمت کے مالک کے خلاف بجرمِ قبولِ احمدیت کے "جرم" میں مفتیان افغانستان نے سنگساری کا فتویٰ صادر کر دیا۔ تو امیر کابل نے آپ کو ازراہ ہمدردی "سمجھایا" کہ آپ وقتی طور پر احمدیت سے توبہ کر کے اس سزا سے بچ جائیں۔ لیکن جو شخص آسمانی اور روحانی لذتوں کو چکھ چکا تھا اسے ان سزاؤں سے کیا ڈر ہو سکتا تھا۔ موت کا خوف تو ان لوگوں کے لئے ہوتا ہے جو دنیوی لذتوں کے لئے لمبی عمر کے حریص ہوتے ہیں۔ روحانی بلندیوں پر پرواز کرنے والے تو اجل پہ قہقہے لگاتے اور موت کا منہ چڑاتے ہیں۔ چنانچہ یہ شہید اعظم بھی امیر کابل کے اس مشورہ کا انکار کرنے کے بعد ہنسی خوشی اپنے مقتل کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور بے رحمانہ سنگساری کے بعد اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر کے اپنے بھائی عامر بن فہیرہ اور دوسرے شہدائے اسلام کی روحوں سے جا بغلگیر ہوئی۔ اور آسمان کی کھڑکیوں سے ہر لحظہ جھانک جھانک کر پکار رہی ہے کہ اے کابل کی سرزمین! میرا خون ایک دن رنگ لا کر رہے گا۔ اور میرے شہید ہونے والی جگہ سے گل ہائے رنگا رنگ پیدا ہوں گے!

اور پھر یہ واقعہ کتنا ایمان افروز ہے۔ کہ حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمیؓ سیالکوٹ ریلوے اسٹیشن سے اتر کر شہر کی طرف پیدل جا رہے ہیں۔ مولویوں کی گمراہ کی ہوئی غنڈوں کی ایک ٹولی آپ کو پکڑ لیتی ہے۔ اور سڑک پر سے گوبر اُٹھا کر آپ کے منہ میں ٹھونس دیتی ہے۔ آپ ان میں سے کسی پر غصہ نہیں دکھاتے کسی کو گالی نہیں دیتے۔ کسی کو بُرا بھلا نہیں کہتے۔ بلکہ آپ صبر و رضا اور استقلال کا عدیم المثال مظاہرہ کرتے ہوئے پنجابی زبان میں فرماتے ہیں۔

"ایہہ نعمتاں کتھوں"

اس کا لفظی ترجمہ تو یہ ہے کہ "یہ نعمتیں کہاں سے" اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ صبر و رضا اور مظلومیت کی یہ نعمت جو میرے منہ میں سے گوبر ٹھونسے جانے سے مجھے محض خدا کی خاطر حاصل ہوئی ہے۔ اگر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان نہ لاتا۔ تو کہاں سے اور کیسے حاصل ہو سکتی تھی!

اللہ اللہ! کتنا بڑا ایمان تھا اس شخص کا جو گوبر جیسی غلیظ شے کو اسلئے نعمت قرار دیتا ہے کہ اُسے خدا کی خاطر یہ غلاظت چکھنا پڑی ہے۔ آپؑ کے منہ میں گوبر ڈالنے والوں نے جب آپ کے منہ سے یہ الفاظ سنے ہوں گے کہ "ایہہ نعمتاں کتھوں" تو انہوں نے خدا جانے اور کیا سمجھا ہو گا مگر یہ ضرور یقین کیا ہو گا کہ یہ شخص احمدیت کا دیوانہ ہے۔ ان الفاظ کو یوں بھی ادا کیا جا سکتا ہے کہ ؎

ایں ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر

اور پھر قدرت نے اس شہر اور اس ضلع سے بڑا ہی لطیف انتقام لیا کہ یہاں بہت بڑی جماعت قائم کر دی گویا قدرت نے تصویری زبان میں کہا کہ اے سیالکوٹ کے لوگو! اے بیٹو! تم نے آج جو گوبر میرے اس پیارے بندے کے منہ میں ڈالا ہے اسے میں احمدیت کی کھیتی کے لئے کھاد بنا تا ہوں۔ اور پھر حضرت مولوی برہان الدین صاحبؓ کا یہ جواب جب آسمان پر فرشتوں نے سنا ہو گا تو انہوں نے اللہ تعالےٰ سے ضرور یہ کہا ہو گا کہ اے خداوند کریم! اگر اس آدم خاکی کی جگہ ہم ہوتے تو ہمیں یہ جواب ہرگز نہ سوجھتا۔ اور خدا نے جواب دیا ہو گا کہ ہاں! یہی تو میرے بندے ہیں جو میری خاطر ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کرتے ہیں اور اُف تک نہیں کرتے۔ اور پھر میں بھی ان کی قربانیوں کو نوازتا ہوں اور انہیں اپنے بدرِ کامل اور سراجِ منیر کے بالکل قریب جگہ بخشتا ہوں۔ جہاں یہ نجوم بن کر تاریکیوں میں بھٹکنے والوں کو راہ ہدایت دکھاتے ہیں!

اور فدائیت کا یہ قابل رشک مظاہرہ دیکھیئے یہ شمع احمدیت کے ایک جاں نثار پروانے حضرت منشی روڑے خان صاحب کو کپورتھلہ میں یہ اطلاع پہنچتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک مقدمہ کے سلسلہ میں بٹالہ میں تشریف فرما ہیں۔ اور سفر میں خدمت کا موقعہ ہے۔ حضرت منشی صاحب کو جب یہ خط ملتا ہے۔ وہ اس وقت گوشت لینے بازار وغیرہ میں کسی کام کے لئے گئے ہوئے تھے۔ وہ خط کو پڑھتے ہی بھول جاتے ہیں کہ میں اس وقت کہاں ہوں۔ انہوں نے گھر والوں کو اطلاع نہیں دی۔ کسی دوست کو نہیں بتایا۔ اسی جگہ سے جہاں آپ کو خط ملا تھا اور آپ نے کھڑے ہو کر پڑھا تھا۔ آپ پیدل سات میل کا سفر طے کر کے کرتار پور پہنچتے ہیں اور اسی شام کو بٹالہ پہنچ کر اپنے آقا کی خدمت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

عشق و محبت اور فدائیت کا یہ کتنا محیر العقول مظاہرہ ہے کہ آپ خط ملنے کے بعد کوئی اور کام کرنا جائز ہی نہیں سمجھتے۔ آپ اتنی سی تاخیر بھی برداشت نہیں کرتے کہ گھر جا کر اپنی بٹالہ کو روانگی کی اطلاع دے دیں۔ بس ایک ہی دھن ہے کہ خدمت کا موقعہ ہاتھ سے نکل نہ جائے۔ کتنے حریص تھے یہ لوگ نیکیوں کے حصول کے لئے۔ اور ان کے جذبات محبت کتنی بلندیوں پر پرواز کرتے تھے۔ حسنات و خدمات دینی کے لئے یہ گویا ہر وقت گھات لگائے بیٹھے رہتے تھے۔ اور جس طرح برسات میں رات کے وقت کوئی شمع روشن ہوتے ہی یہ امتیاز کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ شمع پہلے جلی تھی یا پروانہ پہلے پہنچا تھا۔ اسی طرح ان لوگوں کے متعلق یہ امتیاز کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کہ نیکی اور خدمت کا موقعہ پہلے پیدا ہوا تھا یا ان کے نیکیوں کے لئے والہانہ جذبات پہلے اُبھرے تھے۔

علیہ الصلوٰۃ۔ و رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر)

حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ اور مسلمان

(از مکرم ایس۔ ایم شہاب احمد صاحب ایم۔ ایس۔ سی آرہ بہار)

تواریخ عالم پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اقوام نے دو دفعہ ترقی کی ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ ترقی کرنے کے بعد اس پر تنزل کا ایک دور آیا۔ اس کے بعد پھر ایک دفعہ اس نے ترقی کی۔ یہودیوں اور عیسائیوں کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ ان قوموں نے اپنے ابتداء میں ترقی کی۔ پھر جب مسلمان ایشیاء افریقہ اور مشرقی یورپ پر چھا گئے تو یہ قومیں ان کے سامنے ماند پڑ گئیں۔ پھر کچھ صدیوں سے عیسائی دنیا پر غالب آتے گئے اور اس وقت بھی انہیں دنیا میں علمی سیاسی اور اقتصادی غلبہ حاصل ہے۔ یہودی ہزاروں سال سے [illegible] اور یہ [illegible] اس قوم کے پاس دولت ہمیشہ رہی لیکن ان کا اپنا کوئی گھر نہیں تھا۔ لیکن ۱۹۴۷ء میں حکومت اسرائیل کا قیام ہوا اور آج انہیں بھی کچھ اقتدار حاصل ہو گیا۔ یہی حال بعض دوسری اقوام کا ہے۔

مسلمانوں پر ترقی اور تنزل کے دور

قرآن پاک اور احادیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں پر بھی اسی قسم کے مختلف ادوار آنے لازمی تھے۔ رسول کریم نے اپنی بعثت کے ابتدائی دور میں جبکہ مسلمان انتہائی تنگی کے دن گذار رہے تھے اسلام کی ترقی، تنزل اور پھر ترقی کے متعلق پیشگوئیاں کیں حتیٰ کہ مسلمانوں کا دور تنزل بھی اسلام اور رسول کریم کی صداقت کا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ السجدہ میں فرماتا ہے "یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون" اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ امر اسلام کو آسمان سے زمین پر نازل فرمائے گا۔ پھر ایک ہزار سال کے عرصہ میں وہ واپس اللہ تعالیٰ کی طرف چلا جائے گا۔ چونکہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم کی ترقی کا زمانہ تین قرن کا تھا۔ اس لئے تنزل کے یہ ہزار سال پہلے تین صدی کے بعد شروع ہونے تھے۔ تین قرن ترقی اور ہزار سال تنزل کے مل کر ۱۳۰۰ سال ہوئے۔ اور چودھویں صدی میں امام مہدی کے ذریعہ مسلمانوں کی ترقی وابستہ کی گئی تھی۔ سنہ ۱۳۰۰ھ کے ۱۸۸۲ء بنتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ رسول کریم نے سنہ ۶۲۲ء میں ہجرت کی اور اسی سال سے ہجری سن جاری ہوا ۱۳۰۰ قمری سال کے ۱۲۶۴ شمسی سال ہوتے ہیں۔ اور جب ان ۱۲۶۴ اور ۶۲۲ کو جوڑ دیا جائے تو یہ ۱۸۸۶ بنتا ہے۔ یہی وہ سال

تھا جب خدا کے ایک برگزیدہ بندہ اور اسلام کے سچے دردمند حضرت مرزا غلام احمدؑ نے اسلام کی خستہ حالی سے بیتاب ہو کر ہوشیار پور میں چالیس دنوں کا چلہ کیا۔ اس سے چند سال قبل آپ کی تصنیف لطیف "براہین احمدیہ" کے چار حصے شائع ہو چکے تھے۔ جس میں آپ نے دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ کے ذریعہ یہ ثابت کیا تھا کہ صرف اسلام کے زندہ ہونے کا کوئی نشان دکھلایا جائے۔ چنانچہ حقیقت اسلام اور صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ کو زندہ نشان غیر معمولی صفات کے مالک فرزند کے تولد کے رنگ میں دیا گیا۔ جس کے الہامی الفاظ یہ ہیں:۔

"خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر یک چیز پر قادر ہے (جل شانہ و عز اسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا ۔۔۔۔۔۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہو گا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا۔ ... دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء

جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا وکان امراً مقضیاً۔

چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق مقررہ میعاد میں اس موعود بیٹے کی پیدائش ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو ہوئی اور اس فرزند ارجمند کا نام بشیر الدین محمود احمد رکھا گیا۔

[illegible]

حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ

میدان علم میں

دوران طالب علمی میں بوجہ خرابی صحت آپ نے از خود کوئی امتحان بھی پاس نہ کیا بلکہ آپ کے اساتذہ سال بہ سال رعایتاً اگلی جماعت میں ترقی دیتے رہے۔ اور اس طرح گرا سکول کی آخری جماعت تک پہنچ گئے۔ لیکن یونیورسٹی کے امتحان میں کامیاب نہ ہونے سے آپ کی تعلیم کا یہ رسمی باب ختم ہو گیا۔ لیکن آج آپ کے غیر معمولی علم پر اہل علم حیرت زدہ ہیں۔ شاید اس طرح اللہ تعالیٰ کو اپنے اس کلام کی غیر معمولی عظمت کا اظہار مقصود تھا کہ "وہ علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائیگا"۔ اب آپ کے دور آپ کے علمی کارناموں کا ایک سرسری جائزہ لیں۔ بچپن ہی سے آپ کو قرآن کریم کے مطالعہ کا خاص شغف تھا۔

مسیح موعود کی زندگی ہی میں آپ نے ایک ماہوار رسالہ بنام تشحیذ الاذہان جاری کیا۔ جس میں دینی عقائد اور مسائل پر خالص علمی نقطہ نگاہ سے بحث کی جاتی تھی۔ ایک ۲۰ سالہ سے کم عمر بچہ کے لئے ایسے رسالہ کا جاری کرنا چھوٹا منہ بڑی بات والی مثال سمجھی جا سکتی تھی۔ لیکن آپ کی اس زمانہ کی تحریرات بھی اس قدر وسیع مطالعہ اور گہرے فکر کی شہادت دیتی ہیں۔ جو حیرت میں ڈالنے والی ہیں۔ ۱۹۱۳ء میں آپ نے اخبار الفضل جاری کیا جو اس وقت سلسلہ کا سب سے زیادہ مقبول اخبار ہے۔ ابتداء ہی سے اس میں ہر قسم کے علمی مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔ اور اس کا معیار صحافت ہمیشہ بلند رہا ہے۔

یہ مختصر مضمون اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ آپ کی تصنیفات پر ایک سرسری نگاہ بھی ڈالی جائے۔ اس لئے یہاں صرف چند مشہور کتابوں کا ذکر کر کے مضمون کے اس حصہ کو ختم کیا جاتا ہے۔ آپ کا سب سے شاندار علمی کارنامہ جو آئندہ کئی نسلوں کے لئے مخزن علوم اور مشعل ہدایت کا کام دے گا قرآن کریم کی تفسیر ہے۔ تفسیر صغیر کی صورت میں تو سارے قرآن کریم کا بامحاورہ ترجمہ اور مختصر سی تفسیر ہو چکی۔ لیکن تفسیر کبیر میں ابھی زیادہ کام باقی ہے۔ خدا تعالیٰ سے حضور کی سلامتی کے ساتھ حضور کو اس کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ تاہم جس قدر حصص شائع ہو چکے ہیں وہ آفتاب آمد دلیل آفتاب کا مصداق ہیں۔ صحیح تربیت کر قرآن کریم کا صحیح فہم حاصل کرنے اور اس کے علوم پر آگاہی پانے کے لئے کوئی دوسرا ایسا مکمل جامع اور منضبط ذخیرہ موجودہ زمانہ میں میسر نہیں اس کی علمی [illegible] لطف صرف اہل علم کو حاصل ہے جو اسے پڑھ رہے ہوں۔

آپ کی دیگر معرکۃ الآرا تصانیف میں ہستی باری تعالیٰ، تقدیر الٰہی، ملائکۃ اللہ، احمدیت یعنی حقیقی اسلام، نظام نو اور اسلام کا اقتصادی نظام وغیرہ ہیں۔

قادیان میں آپ مغرب اور عشاء کے درمیان مجلس میں رونق افروز ہوتے اور مختلف قسم کے روحانی اور مذہبی سوالات کا جواب دیا کرتے۔ اس مجلس میں اس کے نام کی طرح فی الواقع علم و عرفان کا ایک دریا رواں ہوتا۔ مجلس میں حضور کے جمال کمال سے مستفیض ہوتے اور ہم اس کمال جمال سے منور ہوگئے خصوصیت کہ پچھلے دس سالوں سے ہندوستانی جماعتیں اس روحانی مجلس سے محروم ہیں۔

آپ صرف ۲۵ سال کی عمر میں جماعت کے خلیفہ ہوئے اور اس کے بعد ہی آپ نے ساری دنیا کو چیلنج دیا کہ کوئی نہیں جو قرآنی علوم میں میرا مقابلہ کر سکے۔ اس چیلنج کو ۴۴ سال گذر چکے ہیں۔ لیکن آج تک کسی کو مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی۔ فلسفہ کے متعلق آپ فرماتے ہیں:۔

"میں جب فلسفہ کی کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ کتاب بھی دیکھتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ علم ابھی ابتدائی دور سے گذر رہا ہے"۔

اس کے علاوہ جس نے آپ کی کتب میں سے نظام نو، اسلام کا اقتصادی نظام اور تحریک جدید وغیرہ کتابوں کا مطالعہ کیا ہو وہ بخوبی اندازہ کر سکتا ہے کہ آپ کو سیاسیات اور معاشیات پر کس قدر عبور حاصل ہے۔ چودھری ظفر اللہ خان صاحب کا یہ خیال ہے کہ

"اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ موجودہ زمانہ میں ادیان عالم کے سب سے بڑے عالم ہیں"۔

بالکل صحیح ہے ہر وہ شخص جس نے تعصب سے بالا تر ہو کر آپ کی تصنیفات کا مطالعہ کیا ہو یقیناً اسی نتیجہ پر پہنچے گا۔

حضرت مصلح موعود میدانِ عمل میں

حضرت مسیح موعودؑ کے انتقال کے وقت جب آپ کی عمر صرف ۱۹ سال تھی۔ آپ نے حضورؑ کے جنازہ کے قریب کھڑے ہو کر یہ عہد کیا کہ

> "اگر ساری جماعت بھی میرا ساتھ چھوڑ دے تو میں اکیلا آپ کی تبلیغ کو ساری دنیا میں پہنچاؤں گا"

آپ نے یہ عہد جس طرح نبھایا صرف جماعت احمدیہ ہی نہیں بلکہ ساری دنیا دیکھ رہی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا الہام "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" آپ ہی کے ذریعہ پورا ہوا۔

۱۹۱۴ء میں جب آپ کی عمر صرف ۲۵ سال تھی۔ آپ جماعت کے خلیفہ ثانی چنے گئے۔ اس وقت جماعت میں تفرقہ پڑ چکا تھا۔ اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ کشتی اب ڈوبنے والی ہی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو جماعت کی کشتی کا ناخدا بنایا۔ اور آپ اس کشتی کو سخت خطرات اور ہر قسم کے طوفانوں سے نکال کر ساحل مراد کی طرف نہایت کامیابی کے ساتھ چلاتے چلے آرہے ہیں۔ آپ نے ۵۲ سالہ دورِ خلافت میں ہر مصیبت کا سامنا جس دانشمندی سے کیا۔ اس پر ساری دنیا انگشت بدندان ہے۔ سلسلہ کی موجودہ تنظیم اور جماعت کی مختلف سرگرمیاں جو ہمارے امام کی قوت عملی کے نظر آنے والے نتائج ہیں کا مفصل ذکر اس جگہ ممکن نہیں۔ ان امور کے متعلق تفصیل تو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی تصنیف "سلسلہ احمدیہ" سے حاصل کیا جا سکتا ہے اس جگہ ان میں سے صرف ان چند کارناموں کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے جو آپ نے انتہائی نازک وقتوں میں کمال دانشمندی سے انجام دئے۔

۱۹۲۳ء میں شدھی کی تحریک ملکانہ علاقوں میں پورے زور پر تھی تو آپ نے اس کی روک تھام کا انتظام کیا۔ اور اس طرح جو کام ان علاقوں میں جماعت نے اپنے ذمہ لیا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی غیر معمولی نصرت کے ساتھ سرانجام دیا گیا اور وہ خطرہ جو پیدا ہو گیا تھا رفع ہو گیا علاوہ اس کے جماعت کے ہر طبقہ میں ایک حد تک عملی تبلیغ کا تجربہ ہو گیا اور مشقت برداشت کرنے کی مشق ہو گئی۔

۱۹۳۴ء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک تحریک آپ کے دل میں ڈالی گئی۔ جس کا نام تحریک جدید رکھا گیا۔ اس تحریک کی بدولت آج غیر ممالک میں اسلام اور احمدیت کا نام بلند ہو رہا ہے۔ اگرچہ اس کے قبل بھی انگلستان اور امریکہ میں جماعت کا مشن قائم ہو گیا تھا۔ اور ۱۹۲۰ء میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب انگلستان اور پھر ۱۹۲۱ء میں امریکہ گئے۔ لیکن تحریک جدید کے قبل جماعت کے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہ تھا جس سے غیر ممالک میں مشن کو باضابطہ طور پر قائم کیا جائے اور اسے وسعت دی جائے آپ نے اس تحریک کو قائم کر کے جماعت سے مطالبہ کیا کہ ہر احمدی سال میں کم سے کم پانچ روپیہ اس فنڈ میں دے اور اپنے چندہ کو ہر سال بڑھانے کی کوشش کرے لیکن یہ چندہ اختیاری رکھا گیا اللہ تعالیٰ نے اس تحریک میں نہایت درجہ برکت ڈالی اور اسے کامیاب کیا حتیٰ کہ اب دنیا کے بیشتر ممالک میں جماعت کے باضابطہ مشن قائم ہیں۔ اور یہ کام ہر لحظہ وسعت حاصل کر رہا ہے۔

علاوہ ازیں حضرت مسیح موعودؑ کا قائم کیا ہوا نظام وصیت بھی کامیاب ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ نظام وصیت کا مقصد یہ ہے کہ جائدادیں افراد کے قبضہ سے نکل کر قائم کردہ نظام کے تحت آجائیں اور یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب دنیا میں احمدیت پھیل جائے اس کام کو کرنے کے لئے اشتراکیوں نے خون خرابہ کیا اور جبر سے کام لیتے ہوئے بڑے بڑے زمینداروں کی زمینوں پر قبضہ کیا۔ لیکن احمدیت اسے وصیت کے ذریعہ انتہائی خوش اسلوبی سے انجام دے گی اور لوگ اپنی مرضی سے اپنی جائدادیں ایک نظام کے حوالے کر دینگے تحریک جدید میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ احباب جماعت ہر قسم کی فضول خرچی سے بچیں اور کفایت شعاری سے زندگی بسر کریں اور ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں اس صنعتی دور میں ان باتوں سے جماعت کو جو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اور پہنچ رہا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔

۱۹۴۷ء میں ہندوستان تقسیم ہوا اور اس وقت ایک کروڑ سے زیادہ ہندو اور مسلمانوں کو اپنے گھروں کو چھوڑنا پڑا قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا اور قیامت کا نمونہ سامنے آگیا۔ اس وقت قادیان کو بھی انتہائی خطرناک حالات سے گذرنا پڑا قادیان کی ساری آبادی پندرہ ہزار سے زیادہ تھی جو قریباً نصفاً احمدی تھی اس کے علاوہ ایک لاکھ سے زائد مسلمان بھی قادیان میں پناہ گزیں ہو گئے اتنے انسانوں کو بچانا اور انہیں محفوظ مقام تک پہنچانا کوئی معمولی کام نہ تھا۔ لیکن ہمارے امام نے اسے احسن طریقہ سے انجام دیا اس کے سامنے دنیا کے بڑے سے بڑے جرنیلوں کے کارنامے بھی ہیچ ہیں۔ ساتھ ہی حضور نے قادیان کی احمدی آبادی کو بالکل ختم نہیں کیا بلکہ تین سو سے زیادہ احمدی وہیں رکھے گئے پھر ۱۹۴۸ء آخر سے ہندوستان میں تبلیغی سلسلہ کو قادیان ہی سے وابستہ کیا گیا اور آج ہندوستان میں ہمارا مشن تقسیم سے پہلے کی طرح برابر کام کر رہا ہے۔ اور احمدیت کی امن و سلامتی کی روحانی تبلیغ بھارت واسیوں تک بہت عمدگی سے پہنچائی جا رہی ہے۔ یہ سب حضرت مصلح موعود کی دور بین نگاہوں کا نتیجہ ہے۔

پاکستان جاتے ہی حضور نے بار بار اعلان کیا کہ جماعت پر ایک ایسی ابتلاء آنے والی ہے جس کے سامنے لوگ تم ہجرت بھول جائیں گے یہ پیشگوئی ۱۹۵۳ء میں کس شاندار طریقہ سے پوری ہوئی۔ لیکن ہمارے پیارے خلیفہ کے استقلال میں ذرا بھی جنبش نہ آئی۔ اور دشمنوں کی ساری آرزوؤں پر پانی پھر گیا۔ احمدیت کی تبلیغ پہلے سے زیادہ وسیع ہوئی اور کمزوروں کے ایمان پختہ ہوئے۔

۱۹۵۷ء کے سالانہ جلسہ میں حضور نے اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت تحریک "وقف جدید" کا اعلان فرمایا جس کے تحت پاکستان کے گاؤں گاؤں میں تبلیغ کا جال پھیلایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس تحریک کو اس قدر مبارک اور کامیاب کیا کہ ۲۵۰ احمدیوں نے اپنی زندگیاں وقف کیں جن میں سے تربیت یافتہ احباب نے اپنا کام شروع بھی کر دیا ہے۔ اب اس کے شاندار نتائج کے اظہار کا انتظار ہے۔ یہ مصلح موعود کے کارناموں کا ایک مختصر خاکہ ہے۔ لیکن آپ کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں ان کے مطابق اس سے زیادہ شاندار کارنامے آپ کے ذریعہ ہوں گے۔ جن کا جماعت انتظار کر رہی ہے۔

مصلح موعود اور مسلمان

اب مضمون کا رُخ اس کی سرخی اور ابتدائی حصہ کی طرف پھیرا جاتا ہے۔ یعنی اس بات کو بیان کیا جاتا ہے۔ کہ مصلح موعود کا مسلمانوں سے کیا تعلق ہے۔ یہ بتایا جا چکا ہے کہ چوتھی صدی سے گیارہویں صدی تک بھی مسلمانوں پر تاریکی کا دور دورہ تھا۔ لیکن یہ دورِ تاریکی بھی اپنے اندر شفق کا رنگ رکھتا تھا۔ اس عرصہ میں حضرت عبد القادر جیلانیؒ اور خواجہ معین الدین چشتیؒ وغیرہ بزرگان اپنے نور سے مسلمانوں کو فیض پہنچاتے رہے۔ لیکن پچھلی دو صدیوں میں مسلمانوں پر خالص تاریکی چھا گئی۔ اگرچہ اس عرصہ میں بھی سید احمد بریلوی اور اسماعیل شہید دہلوی وغیرہ بزرگان نے اسلام کی خدمت کی۔ لیکن ان کی خدمتوں کے نتائج الٰہی مشیت کے ماتحت بہت کم نکلے۔ ۱۸۸۶ء یعنی ٹھیک ۱۳۰۰ھ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمدؑ کو ایک موعود بیٹے کی خبر دی۔ ۱۸۸۹ء میں اس موعود بیٹے کی ولادت ہوئی۔ آپؑ نے مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور لوگ آپ کی بیعت میں شامل ہونے شروع ہوئے۔ اور اسلام کی ترقی کا سنگ بنیاد رکھ دیا گیا۔ پھر ۱۹۱۴ء میں مسیح موعود کا موعود بیٹا جماعت کا خلیفہ ثانی چنا گیا جس کے کسی قدر کارناموں کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اگرچہ مسلمانوں پر تاریکی کے دور میں بھی چند ہمدردانِ قوم اُٹھے اور انہوں نے قوم کی گرتی ہوئی حالت کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ لیکن نتیجہ ناکامی کے سوا کچھ نہ نکلا جس کی کئی وجوہات تھے ان میں سے کسی نے علمی اصلاح کی کوشش کی کسی نے اقتصادی اصلاح کی روحانیت اور اخلاق جو مسلمانوں کی تنزلی کے اصل اسباب تھے اس پر کسی نے توجہ نہیں کی۔ گویا ان کی کوشش ایسی ہی تھی جیسے کوئی شخص صرف ایک دیوار کھڑی کر کے اس پر چھت ڈالنے کی کوشش کرے دوسرے ان لوگوں نے اسلام اور قرآن کو مشعل راہ بنانے کی بجائے یورپ کی تقلید کی۔ اس وقت صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جس نے ترقی کی بڑی یعنی روحانیت پر توجہ دی۔ اور ساتھ ہی دوسرے پہلوؤں پر بھی اس لئے کامیابی اسی کے نصیب میں ہے۔ پہلے تو بعض ہمدردانِ قوم نے مسلمانوں کی اصلاح کی کوشش بھی کی لیکن اب ایسا وقت آگیا ہے کہ بڑے بڑے مسلمان مفکر بھی مایوس ہو کر بیٹھ گئے ہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ اپنی کوششوں میں سرگرم ہے اور صرف یہی ایک جماعت ہے جس کا ایمان ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ ابتری ہمیشہ نہیں رہیگی۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمان قوم کی ترقی مسیح موعودؑ، اسکے بیٹے مصلح موعود، اسکی جماعت جماعت احمدیہ سے وابستہ کر دی ہے اور اسکا ثبوت جماعت کی خدمات اور اسکی کامیابی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔ صرف یہی جماعت قرآن کے ایک ایک لفظ پر پختہ ایمان رکھتی ہے۔ اور اسکی تعلیمات پر کاربند ہے۔ اگر مسلمان سچے دل سے اپنی اصلاح اور دینی اور دنیاوی ترقی چاہتے ہیں تو انکے پاس کوئی ذریعہ نہیں سوائے اسکے کہ وہ خدا کے فرستادوں پر ایمان لائیں اور بالخصوص مصلح موعود کی سرداری کو قبول کریں۔ ساتھ

صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(بقیہ صفحہ ۱۰ نمبر ۸)

حرفِ اوّل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے حالات جو ہم تک پہنچے ہیں وہ اس لحاظ سے کافی مفصل ہیں۔ کہ اُس زمانہ میں تعلیم نہ ہونے اور چھاپے خانے نہ ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ مشکلات درپیش تھیں۔ اور یہ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ کہ اُنہوں نے بے شمار مشکلات کے باوجود ان حالات کو محفوظ رکھا جن سے اہلِ اسلام قیامت تک استفادہ کرتے رہیں گے اور صحابہ کی قابلِ تقلید زندگیوں سے نمونہ حاصل کر کے اپنے کردار و افعال کو عین اسلامی لباس پہنانے کے قابل ہوتے رہیں گے۔

موجودہ زمانہ میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیشتر صحابہ منہم من قضیٰ نحبہ کے مطابق وفات پا چکے ہیں اور بہت تھوڑے سے منہم من ینتظر کے مطابق ہم میں موجود ہیں (اللہ تعالیٰ ان سب کو لمبی اور بابرکت عمریں عطا فرمائے اور ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے) ان کے حالات کو محفوظ کرنے کی اتنی زیادہ سہولتیں ہمیں میسر ہیں کہ کسی گذشتہ زمانہ میں نہ ہوئی تھیں۔ طباعت و اشاعت کا جو کام پہلے سالوں میں ہوا کرتا تھا وہ آج گھنٹوں میں ہو رہا ہے۔ ضروری ہے کہ ہم آسمان احمدیت کے ان درخشندہ نجوم کے حالات کو پوری تفصیل کے ساتھ محفوظ کر لیں اور وسیع پیمانہ پر اس کی اشاعت کریں جس سے ہم اور ہماری آئندہ نسلیں مستفید ہوں۔

ہماری جماعت میں حالات صحابہ کی تدوین کا کام گو انفرادی طور پر بعض دوستوں اور بزرگوں نے کیا ہے۔ وہ اس کے لئے شکریہ کے مستحق ہیں۔ مگر اجتماعی طور پر اور کسی قدر بڑے پیمانہ پر یہ کام جو اب تک ہو چکا ہے۔ اس کی رفتار تسلی بخش نہیں۔ اور یہ قیمتی خزانہ جو ساتھ کے ساتھ محفوظ ہونا چاہیئے تھا۔ ابھی تک بے ترتیب مسودات کی شکل میں پڑا ہے۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ جنہیں اللہ تعالیٰ نے سلسلہ کے لئے بہت سی قلمی خدمات کا موقعہ عطا فرمایا تھا انہوں نے اپنے وسائل کے مطابق قابلِ تحسین طور پر اس کام کو سرانجام دیا اور حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے باوجود اپنی پیرانہ سالی اور دوسری مصروفیات کے بہت سے خزانے کو محفوظ کر لیا۔ جزاہ اللہ و غفرلہٗ۔

اسی طرح محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے۔ درویش قادیان نے بہت بڑی محنت اور خرچ کر کے اب تک حالات صحابہ کو اپنے وسائل سے بھی تجاوز کر کے یہ خدمت کافی حد تک سرانجام دی ہے اور اب تک اصحاب احمدؑ کی چار جلدیں شائع کر چکے ہیں۔ جن میں متعدد صحابہ کرام کے حالات آ گئے ہیں۔ مگر چونکہ جماعت نے ابھی تک اس طرف پوری توجہ نہیں کی اور غالباً حالاتِ صحابہ کی اہمیت کو نہیں سمجھا اس لئے ملک صاحب مقروض ہو کر رہ گئے ہیں۔ اور اب اصحاب احمدؑ کی جو پانچویں جلد منظرِ عام پر آ رہی ہے وہ قرض کے سہارے پر آ رہی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک اکیلا شخص اپنی جیب سے خرچ کر کے اس کام کو سرانجام نہیں دے سکتا جب تک اس قیمتی خزانہ کی اہمیت کو سمجھنے والے اہلِ ثروت لوگ آگے نہ آئیں۔ میرا اندازہ ہے کہ قریباً ڈیڑھ سو صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کے حالات ملک صاحب موصوف کے پاس مسودات کی صورت میں پڑے ہیں جو شاید لمبے عرصہ تک اسی طرح پڑے رہیں گے اگر استطاعت رکھنے والے دوستوں کا دستِ تعاون نہ بڑھا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آسمانِ احمدیت کے ان نجوم سے اکتسابِ نور کرنے اور ان کے

تحریک جدید کے متعلق سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات عالیہ

تحریک جدید میں ہر احمدی حصہ لے

"باقی تمام لوگوں کا (دفتر اول کے مجاہدین کے علاوہ) فرض ہے کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق تحریک جدید میں حصہ لیں اسی حکمت کے ماتحت دفتر دوم قائم کیا گیا ہے جس میں ہر وقت انسان شامل ہو سکتا ہے لیکن اس ارادہ کے ساتھ کہ وہ اپنا قدم پیچھے نہیں ہٹائے گا گویا یہ بھی ایک قسم کا ایک وقف ہے جس میں ہر شخص یہ اقرار کرتا ہے کہ میری جان اور میرا مال اسلام کے لئے حاضر ہے پس اپنی توفیق کے مطابق ہر شخص کو حصہ لینا چاہیئے مرد بھی اور عورتیں بھی، بچے اور بوڑھے بھی۔ امیر بھی اور غریب بھی سب لوگوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق تحریک جدید کے دوسرے دور میں شامل ہوں۔"

ایک نیکی دوسری نیکی کے لئے رستہ کھول دیتی ہے

فرمایا "مجھے یقین ہے۔ کہ اگر آپ (تحریک جدید) میں حصہ لیں گے تو اولاً اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلات کو بھی دور فرما دے گا۔ نہیں تو کم سے کم آپ کے مرنے کے بعد خدا اور اس کے رسولؐ سے شرمندہ نہیں ہوں گے۔ بلکہ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ اگر آپ اس دفعہ حصہ لیں گے۔ تو ایک دن ایسا آجائے گا کہ آپ بشاشت کے ساتھ اور آسانی کے ساتھ زیادہ حصہ بھی لے سکیں گے۔ کیونکہ ایک نیکی دوسری نیکی کے لئے رستہ کھول دیتی ہے۔"

تحریک جدید صدقہ جاریہ ہے

فرمایا "یاد رکھو تحریک خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے بفضل خدا تحریک جدید کی نیکی ان نیکیوں میں سے ہے کہ جو لوگ اخلاص سے راہِ خدا میں قربانی کریں گے اور متواتر کرتے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو موت کے بعد بھی ثواب عطا فرماتا رہے گا اس لئے کہ تحریک جدید کے چندہ سے وہ کام کئے جا رہے ہیں جو دینِ اسلام کے لئے صدقہ جاریہ کی ایک مستقل حیثیت رکھتے ہیں۔"

جماعت کے مخلصین کی توجہ کے لئے

فرمایا "آخر جو احمدی کہلاتا ہے وہ مکان کی ایک اینٹ بن چکا ہے۔ وہ تحریک جدید کا ایک حصہ بن چکا ہے۔ اس نے بیعت کرتے ہوئے وعدہ کیا ہے۔ کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا۔ میں دین کے لئے جان و مال اور عزت سب کچھ قربان کر دوں گا۔ اس کا چندہ ادا کرنا محض سستی اور غفلت ہے۔"

خدا تعالیٰ کی محبت

فرمایا "جب قیامت کے دن سب لوگ خدا کے سامنے پیش ہوں گے۔ تو انبیاء کے بعد سب سے مقدم وہ شخص ہو گا جس کو دین کی خدمت کا نہ صرف یہ کہ موقعہ نہ ملا بلکہ اُسے جھاڑیں پڑیں اُسے گالیاں کھانی پڑیں لیکن وہ خدمتِ دین سے باز نہ آیا ......"

"پس تمہارے لئے خدا تعالیٰ نے ان نعمتوں کے دروازے کھولے ہیں، جن کے دروازے سینکڑوں سال سے دوسروں پر نہیں کھولے گئے۔"

"یاد رکھو کہ اس وقت اشاعتِ دین کا کام تم ہی کر رہے ہو۔ تمہارے سوا اور کوئی نہیں رہا۔ دنیا میں صرف تم ہی ایک جماعت ہو جو خدا تعالیٰ کے دین کے جھنڈے کو اُٹھائے ہوئے ہو۔ تمہیں شکوہ ہو گا کہ تمہیں وہ لوگ ہو جنہیں خارج از اسلام کہا جاتا ہے۔ تمہیں وہ لوگ ہو جن کے خلاف مولوی اکٹھے ہو کر کفر کے فتوے لگاتے ہیں۔ لیکن یہ شکوہ کی بات نہیں اس سے تو تمہارے کام کی عظمت اور شان اور بھی بڑھ جاتی ہے۔"

یاد رکھو! تحریک جدید ایک تاریخی دور ہے

فرمایا "اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ اس قسم کی تحریک صدیوں میں کوئی ایک تحریک ہی ہوا کرتی ہے۔ اور اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دور ایک یادگار زمانہ دور ہے جس کی تمام انبیاء اور مرسلین نے حضرت نوحؑ سے لے کر حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تک خبر دی اور اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ آپ کے کام کو مضبوط کرنے اور اشاعتِ اسلام و اشاعت احمدیت کی بنیادوں کو پختہ کرنے میں جو شخص حصہ لیتا ہے وہ اپنے آپ کو اس تاریخی دور میں شامل کرتا ہے۔"

جماعتی طور پر وعدے سب سے لئے جائیں

فرمایا "جماعتی طور پر یہ کوشش ہونی چاہیئے۔ کہ قدم آگے بڑھے۔ جماعت دن بدن بڑھ رہی ہے اگر جماعت کے تمام افراد اپنے فرائض ادا کرتے تو کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ موجودہ تحریک جدید جدید دفتر دوم کہتے ہیں پانچ چھ لاکھ تک پہونچ جاتی۔ لیکن بات یہ ہے کہ جماعت کے ہر فرد سے وعدہ نہیں لیا تھا۔ ہر جماعت کے ہر مرد و عورت۔ جوان اور بوڑھے سے وعدے لئے جائیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ تحریک جدید کے وعدے موجودہ وعدوں سے دگنے تگنے ہو جائیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو ہم اپنے کام کو بہت وسیع کر سکتے ہیں۔"

دعا

فرمایا "اللہ تعالیٰ نے تحریک جدید کے تمام مجاہدوں کو خواہ وہ دفتر اول کے ہوں یا دفتر دوم کے اس دنیا کی جنت اور اگلے جہان کی جنت کے سامان پیدا کرے اور اسلام کی فتوحات کی مضبوط بنیاد ان کے ہاتھوں سے رکھوا دے۔"

وکیل المال تحریک جدید قادیان

درخواست دعا

مالی رام صاحب وید دہلوی دکان دار پٹھان کوٹ کی مشکلات دور ہونے کے لئے احباب دعا فرمائیں۔

خاکسار اندر

خبریں

نئی دہلی ۔ ۴؍مئی ۔ وزیر اعظم مسٹر نہرو نے کل کانگریس پارلیمنٹری کے جلسہ میں عارضی طور سے ریٹائر ہونے کے اپنے فیصلہ کو واپس لینے کا اعلان کرتے ہوئے جو تقریر کی اس کی مزید تفصیلات مظہر ہیں کہ مسٹر نہرو نے کہا کہ ملک کے عام اخلاقی ماحول کی پستی اور گھٹیا پن کی وجہ سے انہوں نے مستعفی ہونے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ ایسے گھٹیا ماحول میں کسی صحیح الخیال آدمی کے لئے کام کرنا آسان نہیں ہے۔ انہوں نے کہا میں اسلئے آرام کرنا چاہتا تھا کہ شاید آرام حاصل کرنے کے بعد میں اس ماحول میں کام کر سکوں۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنے آپ کو ٹٹولنے اور اپنی اہلیت کا جائزہ لینے کے لئے یہ قدم اٹھایا تھا۔ مجھ [illegible] اندر یہ خواہش تھی کہ اس عہدہ کو چھوڑ دوں مولانا آزاد مرحوم کی وفات کے بعد ان کی موت کے صدمہ سے یہ خواہش زور پکڑ گئی تھی۔ بین الاقوامی صورت حال بھی ایسی تھی کہ میں نے سوچا آرام کروں تو اس صورت حال سے بہتر طریقہ پر عہدہ برآ ہو سکوں گا۔

لندن ۴؍مئی ۔ روسی سائنسدانوں نے دعوےٰ کیا ہے کہ خلائے آسمانی میں ایسا مصنوعی سیارہ بھیجنا ممکن ہے جو زمین کے گرد گردش نہ کرے بلکہ کسی ایک مقام پر معلق رہے اور زمین کی گردش کے ساتھ ساتھ اسی طرح گھومتا رہے۔ جس طرح ٹرین میں بیٹھے ہوئے آدمی اپنی جگہ سے ہلے بغیر متحرک ہو جاتے ہیں ان سائنسدانوں نے کہا کہ یہ سیارہ وسط زمین کے کسی مقام پر ہی معلق رہے گا۔

واشنگٹن ۴؍مئی ۔ امریکی ذیلی سیاروں کے ماہر ڈاکٹر وان ایلن نے کہا کہ بیرونی خلا میں کاسمک شعاعیں اتنی مہلک ہیں کہ انسان کے لئے زمین سے ایک ہزار میل کی بلندی پر جانا اور وہاں پر پانچ گھنٹے سے زائد ٹھہرنا انتہائی مہلک ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ ایک سو پونڈ سیسہ کی چادر کی مدد سے ان شعاعوں کے مقابلہ میں انسان کی حفاظت ہو سکتی ہے۔ اس سائنسدان نے کہا کہ اس بارہ میں مزید تحقیقات کی جائیں گی۔

نئی دہلی ۔ ۳؍مئی ۔ مسٹر نہرو نے آج شام کانگرس پارلیمنٹری کے جلسہ میں اعلان کیا کہ فی الوقت کوئی سخت قسم کا اقدام نہیں کریں گے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ مسٹر نہرو نے اس امر کی طرف اشارہ کیا کہ وہ وزارت عظمیٰ سے اپنی عارضی سبکدوشی کو فی الحال ملتوی کر دیں گے۔

قاہرہ ۳؍مئی ۔ الاہرام کے نامہ نگار نے جو صدر ناصر کے ہمراہ روس کے دورہ پر ہے لکھا ہے کہ سنگل کو دونوں لیڈروں نے مختلف مسائل پر تبادلہ خیالات کیا۔ بعدہ کو صدر ناصر نے مشرق وسطیٰ کے مسائل پر متحدہ عرب جمہوریہ کے نقطہ نظر کی وضاحت کی۔ صدر ناصر نے کہا کہ اسرائیل سامراجیوں کا آلہ کار اور توسیعی پالیسی پر عامل ہے۔ روسی لیڈر نے اس بارہ میں صدر ناصر سے مکمل اتفاق رائے کا اظہار کیا۔"

ڈرہم (نیو ہمپشائر) ۳؍مئی ۔ وزیر خارجہ امریکہ مسٹر ڈلس نے کل شب کہا کہ سوویٹ لیڈر محض ظاہر کرتے ہیں کہ وہ دوست ہیں۔ لیکن آپ نے کہا کہ آخر کار یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ ایک قوم کے اصل رجحانات کیا ہیں اور وہ کیا چاہتی ہے۔

نیو ہمپشائر یونیورسٹی کے اہمی ادارہ میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ روسی لیڈر دوستی کی نمائش اسلئے کرتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ تشدد کی حکمت عملی سے کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔

احمدی مستورات کو ہندوستانی شہری حقوق کی تفویض

آج مورخہ ۵۸-۵-۱ کو قادیان کی مندرجہ ذیل احمدی مستورات جناب کلکٹر صاحب بہادر گورداسپور سردار گوبند سنگھ صاحب آئی ۔ اے ۔ ایس کے روبرو پیش ہوئیں اور ان کو سرکار کی طرف سے ہندوستانی شہری حقوق عطا ہوئے۔

نمبر شمار	مستورات کا نام	خاوند کا نام	رجسٹریشن سرٹیفکیٹ نمبر
۱	رقیہ بیگم صاحبہ	خواجہ عبدالستار صاحب	FROM - V - ۵
۲	ربیعہ خانم صاحبہ	مستری ہدایت اللہ صاحب	۶ 〃 〃
۳	فضل بی بی صاحبہ	محمد عبداللہ صاحب ماشکی	۷ 〃 〃
۴	سکینہ بیگم صاحبہ	عبدالرشید صاحب نیاد	۸ 〃 〃
۵	ہاجرہ بیگم صاحبہ	شیخ محمد صاحب نانبائی	۹ ان کی تاریخ رجسٹریشن ۵۸-۵-۲ ہے
۶	اللہ رکھی صاحبہ	فضل الرحمٰن صاحب	۱۰ 〃 〃
۷	امۃ الرحمٰن صاحبہ	چوہدری محمد احمد صاحب	۱۱ 〃 〃
۸	عالم بی بی صاحبہ	بابا جلال دین صاحب	۱۲ 〃 〃

ناظر امور عامہ قادیان

جناب وی عبدالقیوم آف کالی کٹ (جنوبی ہند) وفات پاگئے

کالیکٹ ۱۴؍اپریل ۔ جناب وی عبدالقیوم صاحب سابق ایڈیٹر ستیہ دوتھن اور پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ آج رات وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کالیکٹ کے ایک مشہور روزنامہ اخبار "چندریکا" کے اسسٹنٹ ایڈیٹر ہونیکے علاوہ "مالابار ورکنگ جرنلسٹ ایسوسی ایشن" کے پریزیڈنٹ بھی تھے آپ کی وفات جماعت احمدیہ کالیکٹ کے لئے خصوصاً اور جماعت ہائے احمدیہ مالابار کے لئے عموماً ایک عظیم نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔ آمین۔

آپ کی وفات کی خبر کالیکٹ کے ایک مشہور روزانہ اخبار "ماترہ بھومی" میں شائع ہوئی اس کا ترجمہ درج ذیل کرتا ہوں۔

"جناب وی عبدالقیوم صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر روزنامہ "چندریکا" اور پریزیڈنٹ مالابار ورکنگ جرنلسٹ ایسوسی ایشن کل رات وفات پا گئے ہیں۔ چند ماہ سے آپ بلڈ پریشر کی وجہ سے بیمار تھے۔ اور میڈیکو اورڈس ہاسپٹل میں زیر علاج تھے۔ وفات سے چند دن قبل آپ کافی حد تک صحت یاب ہو گئے تھے۔ اس لئے ڈاکٹروں نے آپ کو اپنے گھر جانے کی اجازت دیدی لیکن کل رات اچانک آپ پر بیماری کا دوبارہ حملہ ہوا۔ اور یہ بیماری آپ کی جان لیوا بنی۔

جرنلزم میں قدم رکھنے سے قبل آپ ایک تاجر تھے۔ آپ نے تجارت کی غرض سے سیلون پنجاب اور ہندوستان کے مختلف صوبوں کے سفر کئے۔ لیکن آپ کی توجہ جرنلزم کی طرف تھی۔ چنانچہ آپ نے بزنس کو چھوڑ دیا۔ اور جرنلزم اختیار کیا۔ جرنلزم میں قدم رکھتے ہی آپ ایک کامیاب جرنلسٹ ثابت ہوئے۔ ملیالم زبان کے علاوہ آپ انگریزی۔ عربی۔ اردو اور تامل وغیرہ زبانوں کے بھی عالم تھے۔ آپ کئی مذہبی اور ادبی کتابوں کے مصنف بھی تھے۔ آپ مسلمانوں کے احمدی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور ان کی کالیکٹ شاخ کے پریزیڈنٹ بھی تھے۔" (روزنامہ ماتربھومی ۱۴؍اپریل ۱۹۵۸ء)

خاکسار زین العابدین انور قادیان